

مکمل ٹائی



نسرہ احمد



بارہویں قسط

”سمر آپ مجھے دو منٹ دیں گے؟ میں آپ کی کافی دوبارہ بنجوائی ہوں۔“ رسماً مسکرا کے انہیں کہا۔ ساتھ ہی آنکھوں سے سے لالک کو اشارہ کیا۔ اس نے جلدی سے وہ کپ اٹھا لیا اور اس کے پیچھے چل دیا۔
”ایویں نخرے کر رہا ہے۔ یہ باہر سے آئے

لوگ یہاں آ کے زیادہ غرے شروع کر دیتے ہیں۔ میں نے اوٹ ملک سے ہی کافی ہائی فلیکس۔ لیکن میں آ کے لاٹک فلیکس سے شروع ہو گیا۔ اس آدمی کے انگریزی لب و لہجہ سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ برطانیہ سے آیا ہے یا کافی عرصہ وہاں رہا ہے۔

مالا نے ایک نظر جھٹ کو دیکھا۔ پھر فریج کے دروازے کو۔ یہاں گیمرو نہیں لگا تھا۔ یہ سی سی ٹی کا پائینٹ سیٹ تھا۔ کچھ دن پہلے فریج یہاں موو کیا گیا تھا۔ کسی فیکٹری سے کمرہ لگنا رو جاتا تھا۔

"قرینے اوٹ ملک ڈالا تھا؟" اس کی آنکھوں میں دیکھ کے کتنی سے پوچھا۔

"قسم لے میں نے ڈالا تھا۔"

"اس کا خالی ڈبا کہاں ہے؟"

"ڈبا؟" وہ اس کا چہرہ دیکھنے لگا۔

"اس دن میری سالگرہ ہے۔ سب چیز اکھاڑے تھے سوائے تمہارے۔ تم نے کہا تمہیں بیڑا پسند نہیں ہے۔ لیکن میرا خیال ہے لاٹک تم خود کو زائنو لرنٹ ہو۔ اور تم مسکریز کی کافی میں عام دودھ ڈالتے ہو اور اوٹ ملک اور کوکوٹ ملک کے کارڈن چھپا کے گھر لے جاتے ہو یا اپنی کافی میں استعمال کرتے ہو۔"

"نہیں نہیں سیم۔"

"تجربہ یہ دودھ بہت مہنگے امپورٹ کروانا ہے بہت کم لوگ ہیں جو ان کا تقاضا کرتے ہیں۔ یہ تمہارے پاس امانت ہوتے ہیں۔ اور تم نے مجھے ایک کسٹمر کے ساتھ شرمندہ کروایا ہے۔ فی الحال میں اس معاملے کو ٹھیک کر رہی ہوں۔ اس کے بعد تم میرے آفس میں آؤ گے۔ اور ہم اس بارے میں بات کریں گے۔"

تھوڑی دیر بعد وہ باہر آئی تو اس کے ساتھ لاٹک سر جھکائے کافی کا تازہ کپ پکڑے ہوئے تھا۔ وہ دونوں ساتھ ساتھ چلنے آئے۔ اس نے لب

میز پر رکھا تو مالا نے اسے جانے کا اشارہ کیا۔ سفید بالوں والے آدمی کا چہرہ سیاہ تھا۔ جیسے برف ہو۔

"میں آپ سے معافی چاہتی ہوں۔ مجھ سے باریستا کی غلطی تھی۔ اب آپ کو شکایت نہیں ہوگی۔"

"آپ نے اپنے باریستا کو ہر طرف نہیں کیا؟" انہوں نے بغور اس کا چہرہ دیکھا۔

"نہیں۔" مالا کا لہجہ مطمئن تھا۔

عبد المالك فرید نے کلائی پہ بندھی گھڑی دیکھی۔

"اس نے میرا بہت قیمتی وقت برباد کیا ہے۔ آپ کو اسے ہر طرف کر دینا چاہیے تھا۔"

"نہیں سر۔ ذرا سائیکلو ز آپ کا کچھ خاص نہیں چکاڑ سکتا۔ لیکن اس کی ہر طرفی اس کی زندگی خراب کر سکتی ہے۔ نوکری کا چلے جانا کسی کی بھی زندگی خراب کر سکتا ہے۔ میں آپ کی شیلوا کیو کی وجہ سے ایک غریب کو ہر طرف نہیں کر سکتی۔"

"شیلوا کیو؟" وہ مسکرائے۔ جیسے اس کی بات دلچسپ لگی ہو۔

"جی۔ لیکن غلطی ہماری ہے اور میں اس غلطی کا مداوا کرنا چاہتی ہوں۔"

"وہ کیسے؟" وہ مسکرا رہے تھے البتہ آنکھیں برف تھیں۔

کشمالہ مبین نے ہلکے سے کندھے اچکائے۔

"کوئی دوسرا کسٹمر ہوتا تو میں اس کو ڈسکاؤنٹ واؤچر دے دیتی اور کافی کا قائل نہ بنتی۔ لیکن آپ کو اس سب کی ضرورت نہیں ہے۔ آپ نے شکایت ڈرا سے پیسے بھانے کے لیے نہیں کی۔ نہ آپ کو سائیکلو ز سے اتنا فرق پڑتا ہوگا کیونکہ پاکستان میں بہت کم جگہوں پہ اوٹ ملک دستیاب ہوتا ہے۔ آپ کو اکثر جگہوں پہ ڈیری والی

کافی چینی پڑتی ہوگی۔" وہ مسکرائی۔ وہ اسی دلچسپی سے اسے دیکھ رہے تھے۔

"پھر میں نے شکایت کیوں کی؟"

"کیونکہ آپ کی بات نہ مان کے آپ کی توہین کی گئی تھی۔ میں اس توہین کا مداوا کرنے کے لیے آپ کی کافی خود دہنا کے لالی ہوں۔ اور میں کسی کے لیے کافی نہیں بنایا کرتی۔ ایک دفعہ پھر میں آپ سے معذرت خواہ ہوں۔" بولتے بولتے اس کا سانس پھول گیا تھا۔

ان کے برقیے چہرے پہ ہلکی سی مسکراہٹ ابھری۔ اور پھر معدوم ہوئی۔ وہ اپنی میز کی طرف بڑھ گئی۔

"آپ ایک انجینیئر مینیجر ہیں۔ لیکن... انہوں نے دو انگلیوں سے کپ کو چنڈل سے اٹھایا۔ پھر ایک گھونٹ بھرا۔

"لیکن؟" وہ برآمدے کے اسٹیمپ پہ تھی۔ پلیٹ کے کاجے سے اٹھیں دیکھا۔

"لیکن آپ کو اپنے سانس پہ کنٹرول نہیں ہے۔"

"سوری سر؟" وہ بوکھلایا کے درخت کے ساتھ کھڑی تھی۔ اس کے سر کے اوپر گھائی شبنیاں لگ رہی تھیں۔

"جانتی ہیں خوشی یا خوف میں سب سے پہلے کیا خراب ہوتا ہے؟" ان کی نگاہیں اپنے کپ پہ جمی تھیں۔

"سانس؟"

اسی پل سورج کے سامنے سے بادل بٹے۔ دھوپ نے بوکھلایا کی شبنیوں کے درمیان سے راستہ بنایا اور برآمدے کے فرش پہ اپنی چند شعاعیں بھینکیں۔

"اگر انسان اپنے سانس کو قابو کرنا سیکھ لے تو وہ اپنا ذہن قابو کر سکتا ہے۔ ذہن قابو کر لے تو وہ ہر قسم کے حالات کو قابو کر سکتا ہے۔ سب کچھ سانس

سے شروع اور سانس پہ ختم ہوتا ہے۔"

وہ اب سامنے بیٹھتے ہوئے کافی کے گھڑی گھماتے تھے۔ جیسے خود سے بات کر رہے ہوں۔

مالا نے دھج دیے سے شکایت میں رہا وہاں اور پلیٹ کے نیچے آگے لب اس کا دھڑک رہا تھا۔

تھوڑی دیر بعد وہ اندر ہل میں اس کے ساتھ کھڑی تھی۔ فلیکس کی دھڑک کے پھر مالا دیکھا لی دس رہا تھا جیسے علیحدہ ہانوں والا شخص دیکھا کافی پیچے ہوئے سوڈا کے پتھر ہاتھ۔

"آدمی کون ہے؟" اس کی حلقوں نظر۔ ان پہ جمی تھیں۔

"اس کا نام معلوم ہے کہ لندن سے آیا ہے۔ انو۔ سٹوٹ مینیجر ہیں۔ فقط ریستوران کا دورہ کر رہا ہے۔ اسے ظاہر اپنے لیے ایک ریستوران فریڈ ہے۔"

"سوال ہے کہ اسے ریستوران فریڈ ہے تو یا دن میں کیا کر رہا ہے؟"

پہلے میں کڑی اس کی کھجی کھجی تھی۔ پھر اس کے سیر میوں کی طرف دیکھا جہاں اس کی کھجی کا آفس تھا۔ سانس پھر سے چڑھنے لگا تھا۔

اسی پل فون بجنے لگا۔ پھر میڈیا نمبر۔

بالآخر اس نے فون کان سے لگایا۔

"جی ہئی۔۔۔۔ میں کشمالہ ہوں۔ آپ نے کال ہی نہیں کی۔" چھوٹے ہی بے چنگی سے پوچھا۔

"آپ کے شوہر کی طبیعت بھی ہے؟"

"طبیعت؟" وہ محبت سے بولے ہوئے چلائی۔

"وہ مر گیا ہے۔ تم نے میرا بندہ مار دیا ہے۔"

لے پھر کے لیے ساری دنیا ختم تھی۔ اس کو لگا اس کا سانس جیسے بند ہو گیا ہے۔

تو وہ فریڈ کے آفس میں اس وقت تک کی؟ کیفیت تھی۔ ایک سرد سا تھوڑا جو وہاں بیٹھے رہنا

اب آپ پر قسم کے ناول ہماری ویب سائٹ سے مفت حاصل کر سکتے ہیں۔

اس کے علاوہ ہماری ویب سائٹ ناولز راہٹرز کے لئے آفر بھی دیتی ہے۔
اگر آپ لکھنے کے شائق ہیں تو ہم سے رابطہ کریں۔ آپ کے ناولز کے
پبلیکیشن کے علاوہ ناول کے بہترین ہونے پر آپ کو کیش پرائز بھی
دیں گے

ابھی اپنا ناول EMAIL کریں اور اپنے لکھاری ہونے کا فائدہ اٹھائیں۔

0318-9992829

PARHLO.COM.PK@GMAIL.COM

PARHLO
PAKISTAN

فریقین کے درمیان حائل تھا۔ جو نظر نہیں آتا تھا لیکن محسوس پیدا کر رہا تھا۔

کمر کی سرسختی اس کے باپ کے پودے سے قوی جی کے باعث سوکھ چکے تھے۔ کمرے میں عود کی خوشبو محسوس نہیں کی جا سکتی تھی۔

شام تھی۔

”مجھے لانے کے لیے شکر یہ ماہر۔“

کوٹ پانی میں بیویں محسوس اس وقت ماہر کے سامنے بیٹھا تھا۔ اس کے چہرے پر مسکراہٹ تھی۔ وہ البتہ نہیں مسکرا رہا تھا۔ بس چٹلیاں سکڑنے لگیں تھیں۔

”سوزے اس کو دیکھ رہا تھا۔ جیسے اس کو اندر تک پڑھ رہا ہو۔“

”ماں نے بتایا کہ تم ہلال اور ماں کے ساتھ پاکستان شفٹ ہونا چاہتے ہو۔“

”نہیں کی مسکراہٹ گہری ہوئی۔

”تم جانتے ہو میری چاب چلی گئی ہے۔“

پاکستان میں میرے کزن نے ایک چاب آفر کی ہے۔ وہاں میری چلی ہے۔ ان کے پاس چار چاؤں گا۔ ہلال اور ایشیائی بھی ہیں۔ ان کی جہاں میں رہوں گا۔“

”اس کی چھوٹی چھوٹی چٹک دار آنکھیں ماہر پر جمی تھیں۔

”اس نے بہت کچھ ملحق سے بیچا تھا۔ اسے ضبط کرنا تھا۔ ہلال کے لیے۔ ماں کے لیے۔

”ہاں اگر مجھے یہاں کوئی اچھی چاب مل جاتی تو شاید میں نہ جاتا۔“ اس نے شیوہ بولی۔

”ماہر نے ایک نظر دیوار گیر بک فیلپ کو دیکھا جہاں بہت سی کتابیں، فریم اور شیلڈز رکھی تھیں۔ ان میں ایک تصویر اس کے باپ کی بھی تھی۔ وہ ان کے چچے کزن ان کے کندھے پر ہاتھ رکھے ہوئے تھا۔ وہ دونوں کمرے میں دیکھ کے مسکرا رہے تھے۔ اس نے واہس نہں کو دیکھا۔ اس کے باپ کے باؤں گاڑی کی نوکری سے شروع ہونے والا شمس الدین آج انہی کے آفس میں اس کے سامنے بیٹھا تھا۔

”اگر تمہیں یہیں نہیں کہیں چاہی تو نہیں جاؤ گے؟“ اس نے دروازہ کھولا اور ایک باکس نکالا۔

”ہاں۔ اگر تمہارے آس پاس کوئی چاب ہو تو میں یہیں رہ جاؤں گا۔“

”چاب بتائی جا سکتی ہے۔“ ماہر نے باکس سے ایک سرگرم نکالا۔ پھر میز پر رکھا اور اٹھ اٹھا۔

”تمہارا شکر یہ۔ میرے لیے اتنا سوچنے کا۔“

”سوال یہ ہے کہ...“ وہ چاقو سے سرگرم کاٹنے لگا۔ ”کیا تم میری بتائی گئی چاب قبول کر لو گے؟“

”نہیں کی نظر اس کے ہاتھوں پر جمی تھیں جو مہارت سے سرگرم کو پھیل رہے تھے۔

”شیوہ۔ کس قسم کی چاب ہے؟“

”فائنس تو پارٹمنٹ میں۔ ایک بہت اچھی سیلری اور انشورنس کے ساتھ۔“ اس نے سرگرم انگلیوں میں دبایا اور اشارہ کیا۔

”بہترین۔“ شمس کی مسکراہٹ گہری ہوئی۔

”کچھیں چکیں۔ بالآخر وہ قاسم فرید کی کھٹی میں داخل ہونے چاہتا تھا۔

”نہجک ہے۔ کل صبح اس آدمی سے مل لو۔ یہ تمہیں باز کرے گا۔“

اس نے ایک کارڈ شمس کی طرف بڑھایا۔ شمس نے مسکرا کے کارڈ اٹھایا۔ اگلے ہی لمحے اس کی مسکراہٹ غائب ہوئی۔ چونک کے ماہر کو دیکھا۔ وہ فیک لگائے بیٹھا سرگرم تھا۔

”لیکن ماہر... یہ تمہاری کھٹی تو نہیں ہے۔“

”میری کھٹی درمیان میں کہاں سے آگئی؟

”تمہیں سے فیکر میں چاہیے تھا؟“ میرے آس پاس۔“ اس کی آنکھوں میں دیکھ کے وہ ہلکی دنگ مسکرایا۔

”ان کا آفس ہمارے قریب تھا ہے۔ پانچ منٹ کی داک ہے۔“

”شمس کی مسکراہٹ اب غائب ہوئی

تھی۔ چند لمحوں کے لیے اسے کچھ میں نہ آیا کہ وہ کیا کرے۔

”مجھے لگا...“

”تمہیں لگا کہ میں تمہیں اس کھٹی میں کام کرنے دوں گا جہاں ایک زمانے میں تم میرے باپ کی کار کا دروازہ کھولتے تھے۔“

”تم مجھے ٹھیک سے سمجھ نہیں ہو شمس۔“

”اسوں سے سر دائیں بائیں ہلایا۔ پھر سرگرم کا کٹس بھرا بہت سا دھواں لبوں سے نکلا۔ اس نے سرگرم کا اور آگے کو جھپک کے شمس کی آنکھوں میں جھانکا۔ اس کی رنگت پیکی پڑ چکی تھی۔

”ماہر فرید کو کوئی ایسوسی ایٹ باکس مل نہیں کر سکتا۔ میں نے ہلال سے وعدہ کیا تھا تمہیں اپنے قریب چاب دلوانے کا۔ اپنا وعدہ پورا کر رہا ہوں۔ چاہو تو میری آفر قبول کرو۔ چاہو تو ماں اور ہلال کو لے کر پاکستان شفٹ ہو جاؤ۔ تمہاری مرضی۔“ اس نے واہس نہں فیک لگائی۔

”شمس پیکا سا مسکرایا۔

”مجھے منظور ہے۔ کم از کم میں تمہارے قریب رہوں گا۔“

”پھر کرسی پر رکھا ایک باکس اٹھایا جو وہ ساتھ لایا تھا۔

”تم مجھے پسند نہیں کرتے لیکن بہر حال میں تمہارے آفس کے لیے ایک تحفہ لایا تھا۔ اس کو اپنے آفس میں جک دو گے تو مجھے خوشی ہوگی۔“

اس نے باکس کا فلاپ کھنکھایا تو ماہر نے عدم دلچسپی سے دیکھا۔ وہ ایک شلڈز کے کھوڑے کی شکل کا بک ہولڈر تھا۔

”ہوں۔ شکر یہ۔“ بے دلی سے کہا اور سرگرم ہونٹوں سے لگایا۔

”ہلال نے اسے پسند کیا ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ یہ تمہارے بک فیلپ میں اچھا ہے گا۔ کیا میں اسے یہاں رکھ دوں۔“

اس کھوڑے کا رنگ سیاہ تھا۔ ماہر نے کچھ کہنے کے لیے لب کھولے پھر انہماک میں سر

”فیکر۔“ وہ ہلال کی پسند تھا۔ اور اگر نہ ہوتا... جب بھی ایک عورت اس کا کیا کرتا تھا؟

”وہ اپنے آفس میں کھڑی تھی۔ اپنے سامنے اس نے چند جوتے رکھے تھے۔ کمرے میں فائزر ڈاکومنٹس۔ ایک پودا۔ چند فریمیں۔“

”مجھے ایک ایسا باکس لاکر دو جس میں یہ سب پورا آجائے۔“

”جہان ی کھڑی اٹھی اسٹنٹ سامان کو حکم دیا۔ وہ سر ہلا کے باکس اٹھانے چلی گئی۔ وہ کچھ نہیں باری تھی کہ ہالا میڈم صبح ہی صبح اپنا سامان کیوں اٹھا کر لے گئی تھی۔

”سو باکس بچے کا تو لانا ہے مگر یہ سامان بھی چاہی لیکن شمس پھر سے بے ترتیب ہونے لگا۔

”موجودت باہر آجی گی۔ اسے ایک مشکل حالات کرنی تھی۔ اس نے دیوار پر لگے آئینے میں ایک وقیعہ خود کو دیکھا۔ ہاتھ پر گئے بال۔ اوہ کیس کے بیٹائی پوٹی۔ کان گردن اور ہاتھ کسی قسم کے نرہ سے بے نیاز تھے۔ چہرے کی سرخ گلابی ایشی چمک رہی تھی۔ جیروں میں ہائی پلو تھیں۔

”وہ باہر آئی تو میں ہاں میں جھپک ایک دم بدلا۔ لیکن تھوڑے لمحوں کی دھن سنائی دینے لگی۔ وہ چونکی۔ کوئی کچھ پیٹ رہا تھا۔ جیسا آپریٹر کی ہورڈ پر جھکا تھا۔ ہالا کے ماتھے پر تل پڑے۔ تیزی سے اس کی طرف چلی۔

”مجھے یہ میڈرک اب نہ سنائی دے۔“ اس کے سر پر پٹائی کے وہ ایک دم غرائی۔ وہ تڑپا گیا۔

”سوری میم۔“

”تمہیں پلے اسٹ چمک کر رہا تھا۔ اس دن آپ کی سائیکل پر یہ لگا تھا تو خود ہی پلے ہو گیا۔“

”کہانا۔ یہ میڈرک مجھے اس ریسٹوران میں نہ سنائی دے۔ کچھ اور لگو۔“

”بے اختیار اپنے ہاتھ دیکھے۔ آج وہ سرخ نہیں تھے۔ اس نے گہری

سائنس خارج کی۔
 آج بھی برآمدے کے کونے والی میز پر وہی صاحب بیٹھے تھے۔ لب چپ سامنے رکھے وہ اس پر کچھ دیکھ رہے تھے۔ وہ ان سے نگاہ ملائے بغیر آگے آئی۔ برآمدے کے اسٹیپ اتر کے نیچے آئی تو دیکھا اس کی میز پر سیاہ چادر میں وہی عورت جیٹھی تھی۔ مالا کو دیکھ کے وہ کھڑی نہیں ہوئی۔ بس اسے گھورے گئی۔ اس کی آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں۔
 "عامرہ بی۔ ہم اندر میرے آفس میں چل کے بات کرتے ہیں۔" وہ نرمی سے کہتی اس کے قریب آئی۔
 "مجھے اندر نہیں جانا۔ میں سب کے سامنے بات کرنی ہے۔" وہ ایک دم پھنگاری۔
 مالا نے گردن موڑ کے دیکھا۔ سوائے سفید بالوں والے آدمی کے قریب میں کوئی نہ تھا۔ اس نے کرسی چینی۔
 "ٹھیک ہے لیکن آرام سے بات کریں۔" نرمی سے تجویز کر کے وہ ان کے سامنے جیٹھی اور ٹانگ پر ٹک بٹائی۔
 "میں اس واقعے کے لیے بہت شرمندہ ہوں۔"
 عورت نے اس کی معذرت کو نظر انداز کر کے دیکھا اس کے اطراف میں دیکھا۔
 "تم تو کہہ رہی تھی تمہارے آفس میں آگ لگ گئی تھی۔ کدھر سے آگ؟"
 کھنکھالہ نے ٹانگ کے ذریعے سائنس اندر کھینچی۔ پھر دھیرے سے خارج کی۔ غصے قدرے بہتر ہوا۔
 "میں بہت شرمندہ ہوں۔ آئی ایم سو سوری۔ میں ہر قسم کا دوا کرنے پہ تیار ہوں۔"
 "اب کیسا دوا لینی؟ تم نے میرا بندہ مار دیا ہے۔" وہ دوتے ہوئے غصے سے بولی۔
 لیکن دیکھا کے پھولوں میں ہوا سے

سربراہٹ ہوئی۔ پھر ہر طرف خاموشی چھا گئی۔ مبرا مالک فریڈ نے لب چپ سے لگا ہوا اس کے اس طرف دیکھا جہاں وہ کھڑی تھی وہ دونوں آسنے سامنے بیٹھی تھیں۔ پھر انہوں نے واپس لگا ہیں جو کادیں۔
 "عامرہ بی۔۔۔"
 "اس کا خون بہت بہہ گیا تھا۔ کوئی اسے ہسپتال لے جانے کے لیے تیار نہ تھا۔ بڑی مشکل سے ہم ہسپتال پہنچے۔ وہاں جاتے ہی اس نے دم توڑ دیا۔ تم بڑے ٹوٹ گاڑی چلاتے وائیں انہیں کیوں نہیں دیکھتے؟" اس کے آنسو بہہ رہے تھے اور آواز کپکپا رہی تھی۔
 کھنکھالہ مبین نے ایک گہری سانس اندر کھینچی۔ پھر اسے دھیرے سے خارج کیا۔ اب اس کا سائنس نہیں چڑھ رہا تھا۔
 "وہ کراسنگ نہیں تھی۔ وہ اچانک سے میرے سامنے آیا تھا۔ غالباً وہ خودکشی کرنے جا رہا تھا کیونکہ آپ اس کے پیچھے بھاگتے ہوئے اسے روک رہی تھیں۔ لیکن یہ میری غلطی نہیں تھی۔"
 "یہ بات پولیس کے سامنے کہنا یا عدالت میں۔" وہ دبا دبا سا خراپی۔
 "اگر آپ نے پولیس کے پاس جانا ہوتا تو آپ وہاں جا سکتے۔ یہاں نہ آتیں۔ چاہیں تو مجھے لے جائیں پولیس کے سامنے۔ میں ڈرٹی نہیں ہوں۔" وہ ٹیک لگائے ٹانگ پر ٹک بٹائی۔ لیکن میں پھر بھی آپ سے معافی مانگتی ہوں۔ مجھے اس کو خود ہسپتال لے جانا چاہیے تھا۔ انسانی جان ہر قسم کے کام سے اہم ہوتی ہے۔ چہرہ اٹھا کے ریسٹوران کی عمارت کو ایک نظر دیکھا۔
 "اب میں کیا کروں گی۔ وہ میرے بچوں کا واحد سہارا تھا۔ اس کی تنخواہ کے بغیر ہمارا گزارا کیسے ہوگا؟"
 "میں کہہ رہی ہوں تاہم آپ لوگوں کا

خیال رکھوں گی۔ یہ کچھ رقم ہے۔" اس نے ہنس سے ایک چپک لٹا اور ان کے سامنے رکھا۔
 "یہ رکھ لیں۔ وہ بارہ بھی چاہیے ہوں تو میرا بچا آپ کو معلوم ہے۔ میں آپ کو کبھی خیالی ہاتھ نہیں لڑاؤں گی۔" وہ اسی نرمی سے کہہ رہی تھی۔ دھوپ سے اس کی آنکھیں سنہری لگ رہی تھیں۔
 وہ عورت چپک چادر میں دبائے وہاں سے اٹھ کے چلی گئی۔ تو اس نے آنکھیں بند کیں۔ سائنس ٹانگ سے ٹپٹی۔ اندر تک اس کو روک دیا۔ پھر ایک دو تین چار پانچ گنا۔ پھر اس کو لبوں سے خارج کر دیا۔ بہت سا بوجھ سینے سے ہٹ گیا۔
 "وہ جھوٹ بول رہی تھی اس کا شوہر نہیں مرا۔"
 وہ لب ٹاپ پر نظر کر جھانے بولے تو مالا نے چوک کر انہیں دیکھا۔ پھر ادا ہی سے مسکرائی اور اٹھ کے برآمدے تک آئی۔
 "آپ کو کیسے معلوم؟"
 "اس کی آواز آنکھیں سب بتا رہی تھیں کہ وہ جھوٹ بول رہی ہے۔ اداکاری کر رہی ہے۔" انہوں نے لگا ہیں اٹھا کے اسے دیکھا۔ ان کا چہرہ آج بھی برف جیسا تھا۔
 "جانتی ہوں۔" اس نے ٹیکے سے شانے اچکائے۔ "جب اس نے مجھے کال کی تو میں نے اس کے نمبر سے اس کے گھر کا ایڈریس نکالوا۔ میری اسسٹنٹ اس کے محلے میں جا کے چپک چپ کر آئی تھی۔ اس کے شوہر کا ذمہ گھر انہیں تھا۔ وہ ٹھیک ہے۔ اگر اسے کچھ ہوا ہوتا تو وہ مجھے اپنے گھر بلاتی۔ یہاں نہ آتی۔"
 "پھر آپ نے اسے پیسے کیوں دیے؟"
 "کیونکہ غلطی میری ہی تھی اور میں اپنی غلطیوں کی ذمہ داری لیا کرتی ہوں۔" اس کا انداز سادہ تھا۔ "مجھے اس کو خود ہسپتال لے جانا چاہیے تھا

لیکن میں نہیں لے کر گئی۔ مجھے یہ ریسٹوران زیادہ عزیز تھا۔ اور سنا ہے آپ اس کو گھر لے کر کی بات کر رہے ہیں۔" وہ ان کی آنکھوں میں دیکھ رہی تھی۔
 "کیا اس ریسٹوران کو چپک نہیں جانا چاہیے؟ یہاں رہن نہیں ہوتا۔"
 "پھر آپ یہاں کیوں آئے جیسا؟"
 "کیونکہ یہاں رہن نہیں ہوتا۔" انہوں نے لب چپ کی طرف اشارہ کیا۔ "یہاں میں سکون سے اپنے کام کر سکتا ہوں۔"
 "یہ ریسٹوران فارمل نہیں ہے آپ کہیں اور جا کے وظو شاہنگ کریں۔" کھنکھالہ کے سرو لکچ میں کیا اور واپس اپنی میز کی طرف جیٹھی آئی۔
 لب ٹاپ گھولا تو دھوپ سے پڑتی اس کی آنکھیں میں سے پھر دکھائی دیا جس پر زمانے بھری جگہ تھی۔ اور انتظار اب بھی۔
 (اگر اس آدمی نے اوٹن خرید لیا تو؟) وہ عدم تو جی سے کام کر رہی تھی۔ ذہن بہت سے مسئلوں میں الجھا تھا جب سکور بالوں والے آدمی کی میز سے آئی آوازوں نے اسے چمکایا۔
 "اس ریسٹوران میں کیا برائی ہے؟" وہ اسی ساٹ انداز میں پوچھ رہے تھے۔ ان کی میز پر کوئی اور بھی آگے بیٹھ چکا تھا۔
 "مجھے یہاں کام نہیں کرتا۔" جھنجھلائی ہوئی آواز سنائی دی۔ "اور مجھے تم لوگوں کے مشورے بھی نہیں چاہئیں۔ مجھے معلوم ہے مجھے کیا کرنا ہے۔ اور کہاں کرنا ہے۔" کہاں پر زور دے کر بولا۔
 "اس ریسٹوران میں کیا برائی ہے؟" انہوں نے غصے سے سوال دہرایا۔ کھنکھالہ مبین کے ماتھے پر تل پڑے۔ کان کھنکھانے ہوئے۔ اس کے ریسٹوران میں کیا برائی تھی؟ ذرا وہ بھی تو تھے۔

”تم دونوں دو بوس جان بوجھ کے میرے ساتھ یہ کر رہے ہو۔ تم لوگ میرے اوپر مجھ و ساسی کیسے کرتے۔“
”تجلیں لگتا ہے کہ میں پیسہ بناؤں گا۔“
”مجھے لگتا نہیں ہے۔ یقین ہے۔“
”خیر، اگر وہ تجلیں نہ لگے۔“

تھا کہ اسے کیا کرتا ہے۔
 ☆☆☆☆
 جس ائیر فوئز کانوں میں کہ ہے ہرگز
 کنارے چلتا جا رہا تھا۔ پھر ہے پہنچتا ہوا
 سردی سے ہاک سرخ پڑ رہی تھی۔ دونوں ہاتھ

میں کے کرداروں میں فی کس میں پانچ بیٹے تھے۔
انہوں نے ان کو دیکھا ہے۔ یہ کہہ کر اٹھ کر گئے۔
وہ سب بڑی کشتی پر بیٹھا تھا کہ ایک ٹین
سے اسکرین پر لکھ رہا تھا۔ اس کی اسکرین کا

نام کا نقشہ کوہا، جو ایک خاص نام ہے
 مکی شہر کی ایک کھلی ہوئی جگہ ہے
 ایک کھلی ہوئی جگہ ہے
 "کھلی ہوئی جگہ ہے"

ہاتھ کیے۔ پانی کی دھار اٹھی چڑی اور ایک دم وہ دھار شگاف پانی کی بجائے خون میں بدلتی گئی۔ سارا رنگ سرخ خون سے بھر گیا۔
(پچھلے دنوں اس سب کو نظر انداز کر کے گھٹن اس کے بعد وہ خوف میں مبتلا ہونے لگے گا۔ اور خوف ہمارا سب سے بڑا انتہیاء ہے۔)

اے وہاں سے نکال دو گا۔

۱۰۰ اس کے لئے ہر قسم کی کفالت

Thyridine

۱۱۔ جرمِ نفس کو چھٹ ہونے میں وقت لگتا ہے۔ اس کا پتہ نرم ہو گیا۔ "اگر اس وقت تم اس کو بچاؤ، بچے ہو تو کبھی ہمارا ایک سالہ ضائع کیا۔ تم اپنا سال ضائع نہیں ہونے والی کی۔ میں اس کو کامیاب بناؤں گی۔ لیکن تم مجھ سے بچاؤ مجھے اس کو نہیں چاہئے۔" "میں نہیں لپٹاؤں گا۔" "میں مجھ پہ افسوس نہیں ہے۔" "تمہیں نے آواز نرم کر کے بہت اتنا بیت سے اسے دیکھا۔" "تم لوگ اب تک ایک جگہ کی طرح کام کرتے آئے ہیں۔ میں کیوں تمہیں نشانے بھرنے دے سوراں نہیں گا؟ ہرگز نہیں۔ کانٹہ کر سائن کرنا اور بے شک۔ لیکن کاغذ کی وہ مشیت نہیں ہے جو میرے الفاظ کی ہے۔"

اس کی کیا ضرورت؟" جو حیران ہوئی۔
 ملا نے ایک خاموش نظر اس پر الٹا دیکھا
 "اس بھی اس کو خاموشی سے دیکھ لیا تھا۔"
 "ہونا چاہیے۔" اس نے ہمیشہ ساتھ ساتھ
 چاہیے۔ "وہ زبردست بی بی لگی۔ یہ وہ تو جانتا تھا
 افسرانہ بین کو احساس ہو چکا تھا کہ ایک دن کلکتہ اس
 کو جانتے بغیر روشن کر دے گا اور اسے اپنا سامان اس
 اس میں ادا کرے یہ چاہیے جو ہونی چاہیے۔

”ماہر ہوائی اہلکار مجھے کیڑا لکھتے کہ
 ہے۔ مجھے لکھتے ہیں کہ میں اپنی ہوائی اہلکاروں کو دیکھتا
 ہوں۔ میں ان کی ہوائی اہلکاروں کو دیکھتا ہوں۔
 ”ماہر ہوائی اہلکار کا کہنا ہے۔“

ہاں کے ساتھ قرضاتی دیکھ کر کہہ دیا کہ یہ تو
میں نے تو پہلے ہی عرض کر دیا تھا کہ یہ تو
کوئی نیا کام نہیں ہے بلکہ یہ تو
پہلے ہی کیا گیا ہے۔

یائیں دیکھا۔
"آپ نے لائیں نہیں چار گھنٹے؟" آج باہر
دھند نہیں تھی۔ منشی سی محبوب نگلی تھی۔ لیکن اس گھر
کے اندر نیم ٹاڈیک سا ماحول تھا۔ اندھیرا اور
گرمائش۔

"چلا رکھی ہیں۔ مجھے ایسے ہی پسند ہے۔" وہ
گاز پیچھے کے سہارے بیٹھے بیٹھے مسکرائیں۔ وہ بھی
مسکرا دی۔ البتہ کچھ تھا جو اسے غیر آرام دہ کر گیا تھا۔
شاید اسے ماں کی طرح روٹنی کی عادت تھی۔ کمروں
کو روشن اور ہوا دار رکھنا۔ کڑکیاں کھولنا۔ اور
پودے۔ وہ چوکی۔ یہاں اندر بھی پودے نہیں تھے۔
اچھا خیر۔ اسے کیا۔

"زیادہ سے بات ہوئی۔ اسے بتایا کہ آج
کنشالہ آ رہی ہے تو اندازہ ہوا کہ اسے معلوم نہیں۔"
انہوں نے نرمی سے اس کی آنکھوں میں دیکھا۔ "کیا
کوئی لڑائی ہوئی ہے تم دونوں کی؟"
"نہیں تو۔" وہ مسکرا کر مسکرائی۔ برسنے کیل
کی طرح یہ اس کا فیض میکر تھا۔ کوئی دوسرا نہ جان
پائے کہ دونوں کے درمیان کیا چل رہا ہے۔

"اس نے بھی یہی کہا۔" وہ دھیرے سے
مسکرائیں۔ پھر اس کے دونوں ہاتھ اپنے بوڑھے
ہاتھوں میں قفاسے۔ کنشالہ نے ان کے ہاتھوں کو
دیکھا۔ انہوں نے چاندی کی انگوٹھی پہن رکھی تھی جو
چلن تھی۔ سادہ۔ بالکل سادہ۔

"زیادہ کو بہرینہ۔۔۔ اس کی پہلی مہیتر۔۔۔ کی
موت نے بہت ڈپریشن کر دیا تھا۔ اس کا تو جیسے دل
ٹوٹ گیا۔ بہت عرصے بعد وہ سنبھلا ہے اور زندگی
کی طرف واپس آیا ہے۔ وہ بھی تمہاری وجہ سے
کنشالہ۔" وہ اسے دیکھتے ہوئے بہت اپنائیت سے
کہہ رہی تھیں۔ مالا نے سننے ہوئے سر ہلایا۔ اسے
احساس ہوا کہ اندرائی نامی ملازمہ تخت کے کنارے
پہا کھڑی ہوئی ہے اور اسے صبر دے رہی ہے۔

"صرف تمہاری وجہ سے اس کی زندگی کی رونق
ابھی آئی ہے۔ محبت پہ ہوئی ہے۔ جو ٹوٹے دل کو

جوڑ دے۔ ایک اچھی عورت اپنی محبت سے اپنے
شوہر کے دل کو جوڑ سکتی ہے۔ اس کو اس کے سر
منسلوں سے نکال سکتی ہے۔ اپنی محبت سے اس کی
ذات کی ہر کی کو پورا کر سکتی ہے۔

اس نے پھر سر اثبات میں ہلادیا۔ اس کا ہاتھ
ابھی تک ان کے ہاتھوں میں تھا۔

"زیادہ کی نگاہیں کچھ بری عادات ہیں۔ منہ کا پیڑ
بھی لگی ہو جاتا ہے لیکن دل کا بہت اچھا
ہے۔ لیکن تم دیکھنا۔ شادی ہوتے ہی وہ اپنی اس کی
پہلی قابو پالے گا۔ کچھ دار عورت بہت مہربان ہے۔
تو ہر کوئی مرضی کے مطابق ڈھال لیتی ہے۔"

کچھ غیر آرام دہ سا اندر سر اٹھانے لگا۔ اس نے
لب کھولے۔ الفاظ ذہن میں جمع ہوئے۔ کیا عورت یہ
سب کر سکتی ہے؟ کیا وہ کوئی بری عادات کے چھڑوانے
کا اسکول ہے؟ لیکن وہ کہے جا رہی تھیں۔

"شروع شروع میں لڑکیوں کو ڈرامہ کرنا پڑتا
ہے۔ چھوٹے چھوٹے مسئلوں کو اگور کرنا پڑتا ہے اور
پھر آگے بڑے بڑے سکھ مقدور کا حصہ بننے
ہیں۔ مجھے امید ہے کہ تم بھی اپنی کچھ داری سے زیادہ کو
ہینڈل کر لو گی۔"

اس کے سہارے اعتراض دم توڑ گئے۔ وہ
درست کہہ رہی تھیں۔ عورت کو ہی گھر بنانا ہوتا
ہے۔ عورت کو ہی گھر کو سنبھالنا ہوتا ہے۔ اس نے
اثبات میں سر ہلادیا اور نرمی سے مسکرائی۔

"میں کچھ نئی ہوں۔" ذہن نے ایک ریماکسڈر
اپنے اندر محفوظ کیا۔ آج وہ زیادہ کے میسج کا جواب
دے گی۔ اسے اب ناراضی ختم کر دینی چاہیے۔

اندرائی ابھی تک وہیں کھڑی اسے دیکھے
جا رہی تھی۔

"مہربانے ساتھ اس کے کچھ ڈاکو منٹس سنبھال
دو۔ اندرائی کی کچھ میں نہیں آتے۔ میرے اندرائی
بہت نہیں ہے۔ جو چیز فالتو ہے اسے ہم پیچک دیں
گے۔ اور کام کی چیز رکھیں گے۔"

ہنگامی ملازمہ نے سہارا دے کر انہیں وکیل چیز

پیش کیا اور وہ دونوں اب ایک لائبریری نما کمرے
میں آ گئے۔ یہ نہاد سلطان کا لائبریری روم تھا۔ کتابوں
کے دیوار پر رکھیا۔ فالتو کے کچھ۔

"زیادہ دینی میں اکیلا رہتا ہے۔ لیکن شادی کے
بعد تم دونوں ہمارے ساتھ رہو گے۔ ہمیں کوئی
اعتراف تو نہیں؟" ہنگامی عورت خاموشی سے اس کو
کاغذات بکھار رہی تھی جنہیں وہ الگ الگ کیے جا
رہی تھی جب گھنٹہ بیکمر نے ایک دم سوال کیا۔

"ہرگز نہیں۔ بلکہ ہمیں تو آپ کے ساتھ ہی
رہنا چاہیے۔ ورنہ آپ کا خیال کون رکھے گا۔" اس
نے مسکراتے ہوئے ایک فائل کو کھول کے سرسری سا
دیکھا۔ "یہ کام کی ہے۔ پلاٹ کے کاغذات
ہیں۔ اس کو اس طرف رکھ دیں پورا۔"

ہنگامی عورت نے ایک خاموش گھورتی نظر اس
ڈائی اور فائل ایک ڈیجر میں رکھ دی۔ پھر اس نے
ایک دوسری فائل اسے تھمائی۔ اور ایک گھنٹہ بیکمر کو۔

"زیادہ کو اکثر ڈاکو منٹس کا مسئلہ ہوتا رہتا
ہے۔ میں چاہتی ہوں وہ تمام اہم ڈاکو منٹس اپنے ساتھ
دینی لے جائے۔ اب میری صحت ایسی نہیں رہی کہ بار
بار پاکستان آسکوں۔" وہ کہہ پکارتے ہاتھوں سے ایک
فائل کھولے اب بیگ سے بڑھ رہی تھیں۔

وہ جواب میں کچھ کہنے لگی۔ تب ہی ایک دم
رکی۔ جس فائل کو اس نے اب کھولا تھا اس کے اندر
چند کاغذات نکلے تھے۔ سب سے اوپر ایک تصویر
تھی۔ کسی لڑکی کی جس نے بالوں کی اوپن پونی باندھ
رکھی تھی۔ اور اس کی آنکھ کے نیچے تل کا نشان تھا۔

اس نے دو اگلیوں سے تصویر نکال کے پٹلی۔
بہرینہ۔

اس کے اعصاب تن گئے۔ ایک ناپسندیدہ سا
احساس اپنی پیٹ میں لینے لگا۔

"یہ فائل کہاں سے آئی؟" گھنٹہ بیکمر نے
بہت حیرت سے اسے دیکھا۔ "میں تو بھی تھی کہ اسے
عرصہ پہلے پیچک بھیج دیں۔" انہوں نے ماتھے کو
چھوا۔ پھر کھائیں۔ ہنگامی عورت خاموشی سے مالا کو

دیکھ رہی تھی جس کی نظریں بالکل پٹی تھیں۔

"یہ کس چیز کے کاغذات ہیں؟"
"بہرینہ کی موت کے بعد اس کی چلی نے
ہمیں دیے تھے۔ دیکھ لو کوئی عائلی کاغذ ہیں
شاید۔" انہوں نے لائبریری دکھائی۔

مالا کی نظریں کاغذ پہ دوڑ گئیں۔
وہ ایک انکشن آرڈر (دور رہنے کا عائلی حکم
نامہ) تھا جو بہرینہ کی بہن اور ماں باپ نے عدالت
سے حاصل کیا تھا۔

ایک ماہر طبی فریڈ کے خلاف۔
سادہ دیکھا حکم کی۔ اس کی پچیس ساکت تھیں۔
ان الفاظ کی سیاسی ان منٹ تھی۔

ساتھ ہی ایک امین سولہ اسے قادم کی کافی بھی
تھی جسے بڑے بڑے انہوں نے عدالت میں پیش
کروا کے یہ حکم نامہ حاصل کیا تھا۔
"ماہر طبی فریڈ۔" تب بڑھائے۔ اس نے
چونک کے انکس دیکھا۔

"بہرینہ کے والدین نے اس آدمی کے
خلاف ان شکستوں کی تھی؟"

"ارے میں نے جنہیں بتایا تھا۔ پہلے بھی۔
جب بہرینہ کی موت ہوئی تو۔" انہوں نے بیگ
اتاری اور اسے فولڈ کرنے لگیں۔ "اس ایکسیڈنٹ
میں ایک امیر بوڑھا بھی مارا گیا تھا۔ اس کا ایک
نفسیاتی سائینٹ تھا۔ کچھ عرصہ کسی نفسیاتی امراض کے
ہسپتال میں بھی رہا تھا۔ اندرائی میری چائے لے
آؤ۔" ساتھ ہی ملازمہ کو خام سے انداز میں اشارہ
کیا۔

"صبح سے چائے نہیں پیا۔ سر میں درد ہو رہا
ہے۔" پھر اس کا کچھ وہ کچھ کے ماتھے کو چھوا۔

"میں بھی دیکھو بات درمیان میں بھول جاتی
ہوں۔ کیا کہہ رہی تھی؟"

وہ سانس روکے انہیں دیکھ رہی تھی۔
"وہ جو نفسیاتی آدمی تھا۔۔۔ پتا نہیں کیا نام
تھا۔ خیر۔۔۔ فائل میں درج ہوگا۔"

(ماہر غریب) اس کے لبوں نے بنا آواز کے حرکت کی۔
 ”وہ آدمی سرینہ کے پیچھے پڑا تھا۔ کہتے ہیں ایک ٹیٹو بھی اسی نے کروایا تھا اپنے سوتیلے باپ کو مارنے کے لیے۔ وہ کئی برس سے اپنے باپ کو مارنے کی دھمکیاں بھی دیتا آیا تھا۔ سرینہ کی موت کے بعد وہ اس کی پہلی کے پیچھے پڑ گیا۔ ان کا تعاقب کرتا۔ ان کو ہراس کرتا۔ وہ لوگ اس سے سخت خوفزدہ تھے۔ اس لیے عدالت چلے گئے۔ اور یوں عدالت نے اس کے خلاف نوٹس دیا۔ تب بھی اس نے ان کا پیچھا نہیں چھوڑا۔ بالآخر انہوں نے ملک ہی چھوڑ دیا۔“

”زیادہ... زیادہ کو معلوم ہے یہ؟“ اس کی آواز ہلکی تھی اور نظریں اس آواز پر پڑی تھیں۔
 ”ہاں۔ لیکن میں نے زیادہ کو خود ہی روک دیا ان لوگوں کے مسئلوں میں پڑنے سے۔ ہمیں سرینہ عزیز بھی لیکن اس کی موت کے بعد میں تو ڈر گئی۔ میرا ایک ہی بیٹا ہے اور ایسے نفسیاتی انسان کا بھروسہ نہیں ہوتا۔ مجھے ڈر تھا کہ وہ میرے بیٹے کے پیچھے نہ پڑ جائے یا اس کو نقصان پہنچائے کی کوشش نہ کرے۔“
 ”دکھ میں نے مارا تھا اس کے باپ کو؟ کیا کبھی معلوم ہو سکا؟“

”نہیں بیٹا! ہم نے اس کیس کے بارے میں خبر رکھنا چھوڑ دی تھی۔ اس قاتل کو بھی پھینک دو کشمالہ زیادہ دیکھے گا تو اس کا دل برا ہوگا۔“
 لیکن اس نے قاتل نہیں چھوڑی۔ آہستہ سے اسے گتے کے قریب رکھ لیا۔ اس کا چہرہ بالکل سفید تھا اور آنکھیں گلابی ہو رہی تھیں۔

(وہ سرینہ کے پیچھے پڑا تھا۔ مجھے ڈر تھا کہ وہ میرے بیٹے کے پیچھے نہ پڑ جائے۔)
 ایک تقریباً بار بار ڈھکن پڑتک دے رہا تھا۔

☆ ☆ ☆
 کبیرہ سادان کے آفس میں اس وقت ہیرمل فرید منہ پھلائے بیٹھا تھا۔ گاہے بگاہے وہ اپنے بھائی

کو بھی گھور لیتا جو اپنا اور اپنے کام کا تعارف کروا رہا تھا۔ وہ دونوں ساتھ ساتھ بیٹھے تھے اور میز کے دوسری طرف کبیرہ یکدم یکدم کھینچ رہی تھیں۔
 ”ان کا تعارف نہیں کروایا۔“ انہوں نے میز کے ہیرمل کو دیکھا۔
 ”میں..... ہیرمل نے لب کھولے ہی تھے کہ

”یہ میرا نرس ہے۔ کیریکٹر نرس۔“
 ہیرمل کا منہ کھل گیا۔ بے چینی سے اسے دیکھا جو اس کی طرف متوجہ نہ تھا۔ پھر حلق سے لب بھینچے اور پیچھے ہٹنے پر بازو پلٹ لیے۔
 ”اچھا لگے آپ سے مل کے ماہر اقاتی میں آپ کے لیے کیا کر سکتی ہوں؟“ انہوں نے ٹھکانے کے بالآخر اس کی آمد کا دعا پوچھا۔ ساتھ ہی وہ مسلسل گردن میں جھولتی سنہری ڈیگر کو ہانگی پہ لپیٹ رہی تھیں۔

”میں آپ کے پاس پرنس کے لیے نہیں آیا۔ کچھ پوچھنے آیا ہوں۔ آپ کی ذاتی زندگی کے بارے میں۔“

”مثلاً؟“ کبیرہ کے چہرے پر قہر ابھرا۔
 قدرے پیچھے ہٹے تھیں۔ پانی کا گلاس اٹھا کے لبوں سے لگایا۔

”پرنس کا یاد ہے آپ کو؟“
 کبیرہ نے آہستہ سے گلاس نیچے رکھا۔ ٹشو پیپر ڈبے سے نکالا اور گلاس سے ہاتھوں پہ لگنے والی نمی صاف کی۔
 ”کون پرنس؟“

ماہر فرید دیرے سے مسکرایا۔ ”میں آپ کو جج نہیں کروں گا۔ میں جانتا ہوں کہ آپ پرنس کی کلائنٹ رہی ہیں۔ میں یہ بات کئی ماہ سے جانتا ہوں لیکن میں نے آپ کو نظر انداز کر دیا تھا کیونکہ مجھے لگا کہ آپ میں اور مجھ میں کچھ مشترک نہیں ہے۔“

وہ بالکل خاموشی سے اسے سن رہی تھیں۔ چہرے پر کوئی تاثر نہ تھا۔ ہیرمل کو پہلی دفعہ گتھو میں

دکھائی دے رہی تھی۔
 ”کون ہوم؟“ وہ آنکھیں چھوٹی کر کے اس کو گھور رہی تھیں۔

”میں ماہر فرید ہوں۔ ہلال کا بھائی۔“ اس نے کوٹ کی اندرونی جیب میں ہاتھ ڈالا اور ایک تصویر نکال کے میز پر رکھی۔ کبیرہ نے دو انگلیوں سے تصویر اٹھا کے دیکھی، پھر ماہر کا چہرہ۔
 ”یہ میری بہن ہے اور یہ دو سال پہلے کھوئی تھی۔“

”پھر..... میں کیا کروں؟“ انہوں نے تصویر میز پر ڈال دی۔ اور ایک نیا ٹشو نکالا۔
 ”اس روز مجھے کسی نے احساس دلایا کہ ہم دونوں ایک جیسے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کیسے۔“ اس کی مسکراہٹ برقرار تھی۔

”آپ کا ایک بیٹا تھا۔ وہ مر گیا تھا۔ سارا خاندان جانتا ہے کہ وہ مر گیا تھا لیکن آپ جانتی ہیں کہ وہ زندہ ہے۔“ اس کی آواز دھیمی ہوئی۔ ”جیسے میں کہتا ہوں کہ میری بہن زندہ ہے۔“

ہیرمل فرید نے بری طرح چمک کے اسے دیکھا۔ اس کا سانس بند رک گیا۔
 ”میں سمجھتا تھا کہ آپ denial میں ہیں یا لوگوں کے سامنے اپنا نام رکھنے کے لیے اپنے بیٹے کو زندہ بتاتی ہیں۔ آپ نہیں جانتیں کہ کوئی آپ پر ترس کھائے۔ آپ سے ہمدردی کرے۔ لیکن اس روز مجھے احساس ہوا کہ.....“

وہ ان کی آنکھوں میں دیکھ رہا تھا۔
 ”کیا معلوم آپ برسوں سے جج کبہ رہی ہوں؟“ وہ ہر لفظ توڑ توڑ کے کہہ رہا تھا اور وہ مل نہیں پار رہی تھیں۔

”کیا معلوم آپ کا بیٹا بھی ویسے ہی کھویا ہو جیسے ہلال کھوئی تھی؟ اور جیسے کوئی میرا اعتبار نہیں کرتا ویسے ہی آپ پر اعتبار بھی نہیں کیا جاتا۔“
 ”تمہیں مجھ سے کیا چاہیے؟“ ان کی آنکھوں میں تپش سی تھی۔ غصہ۔ بے بسی۔

”مجھے آپ کی طرف کی کہانی سنی ہے۔ کچھ ایسا جو ہلال کو اوسط نے میں میری مدد کر سکے۔“
 ”اور میں تمہاری مدد کیوں کروں گی؟ میرا بیٹا مرا ہے یا نہیں؟ میرا ذاتی معاملہ ہے۔“
 ان کا انداز بے لگ تھا۔
 ماہر نے جیب سے ایک کارڈ نکالا اور میز پر رکھا۔

”میں اس ہوٹل کے روم نمبر ۵۵۵ میں ٹھہرا ہوا ہوں۔ اگلے تین دن میں یہی ہوں گا۔ آپ جب بھی جواب دینے کے لیے تیار ہوں وہاں آجائے گا۔“ اس نے ہیرمل کو اشارہ کیا جو فوراً سے اٹھا اور اس کی دھمکی جتھڑا مٹی۔ وہ جس طرح کی کھا جانے والی نظروں ان کو دیکھ رہی تھی قوی امکان تھا کہ وہ جلد ہی کبیرہ کے دروازہ اس طرف ہے۔

”یہ ٹشو پیپر سے ہاتھ کیوں صاف کر رہی تھی؟ کیا اس کو اسی ڈانی ہے؟“ لٹ کی طرف جاتے ہوئے ہیرمل نے سوال کیا۔

”نہیں۔ یہ اسی ڈانی نہیں ہے۔ وہ ظاہر کرتی ہے کہ اسے اسی ڈانی ہے۔ درحقیقت انسان جب بہت سے لوگوں پہ جادو کر دینا ہو تو اس کو خود یہ جادو ہونے سے خوف آنے لگتا ہے۔ وہ کسی کا دیا تھا قبول نہیں کرتا۔ کسی سے لے کر کچھ نہیں کھاتا۔ ہر چیز بار بار صاف کرتا ہے کہ کہیں کسی نے پھونک نہ مار دی ہو۔ ایک پال بھی گر جائے تو اس کو خوف آتا ہے کہ کوئی اس پہ جادو کر دے گا۔ جادو کروانے والے ساری عمر اپنے اسی خوف میں رہتے ہیں۔“

”کیا وہ اپنی کہانی سنائے آئے کی؟“ ہیرمل کو اچنبھا ہوا۔ اسے باہر سے اتنی جلدی وہاں سے چلے آنے کی توقع نہیں تھی۔
 ”وہ ضرور آئے گی۔“
 ”تمہیں کیسے معلوم؟“

”کیونکہ آج تک ہر کوئی سمجھتا آیا ہے کہ کبیرہ اپنے بیٹے کے زندہ ہونے کے بارے میں جھوٹ بولتی ہے۔ میں وہ واحد انسان ہوں جس نے اس کی

حالت پہ اظہار کیا ہے۔ وہ مجھ سے ملنے ضرور آئے گی۔

"اور تم بس اسی کے لیے اس شہر میں ٹھہرے ہوئے ہو؟ اور کوئی کام نہیں ہے جیسے؟" وہ اس کی دھکیلی جینر دیکھتے ہوئے ناراضی سے بولا تھا۔ ماہر نے جواب نہیں دیا۔

"کبیرہ جیتم سے ملنے میں سارے کام چھوڑ کے آیا تھا؟ ہونہ۔" وہ زبردست بڑبڑایا۔

"تم کام بھی کرتے ہو؟" وہاں سدا کی بے نیازی چھائی تھی اور اس لیے پیرل فریڈ نے تجویز کیا کہ وہ اپنے بھائی سے مزید کام نہیں کرے گا، بلکہ وہ برابر کا بدلہ لے گا۔

اور اس وقت وہ اس سے صرف ایک طریقے سے بدلہ لے سکتا تھا۔ کچھ سوچ کے اس کے لبوں پہ مسکراہٹ بکھر گئی۔

واپسی پہ سارا راستہ ماہر خاموش تھا۔ البتہ پیرل مسکراہٹ دہائے موبائل پہ جھکا تھا۔ اس نے انڈیا گرام کھولی رکھا تھا۔ سامنے کشمالہ بینین کی آئی ڈی کھلی تھی۔ مسکراتے ہوئے اس نے مسیحا کا منہ دہرایا۔

"میرا بھائی اس وقت لاہور کے اس ہوٹل میں رہائش پزیر ہے۔" ہوٹل کا نام لگھ کے وہ غائب کر رہا تھا۔ "وہ آپ کو کچھ بتانا چاہتا ہے۔ اگر آپ گئے پاس وقت ہوتا تو پتہ دیر کے لیے اس کی بات سن لیں۔"

مسیحا مسیحا کے اس نے اسکرین شاٹ لیا اور اپنے پاس محفوظ کر لیا۔ وہ جانتا تھا کشمالہ اس کا مسیحا نہیں دیکھے گی۔ نہ اسے جواب دے گی۔ نہ وہ ماہر سے ملے آئے گی۔ لیکن اس اسکرین شاٹ کو دیکھ کے ماہر کے تاثرات کیا ہوں گے۔ اسے سوچ کے حرا آئے لگا۔ لیکن ابھی نہیں۔ وہ استنبول جا کے ہی اس کو یہ دکھائے گا تاکہ فوراً سے گھر سے غائب ہو سکے اور۔۔۔

مسیحانوں نے اسے چونکایا۔ اسکرین کو دیکھا تو لب بے چینی سے کھل گئے۔ وہاں کشمالہ بینین لکھا

نظر آ رہا تھا۔ پیرل کی مسکراہٹ غائب ہوئی۔ اس کو اندازہ نہ تھا کہ وہ اس کی مسیحا دیکھ کر کیسے اٹھ اٹھے گی۔

"کیا تمہارا بھائی شام سات بجے کے بعد وہیں ہوگا؟"

اس نے غمزہ زدہ ماہر کو دیکھا جو سپر مارٹ پر دیکھ رہا تھا۔ پھر اسکرین کو۔

"نہیں۔" اب وہ مسکرا نہیں رہا تھا۔ بے اعتبار تاغیوں سے دانت کترنے لگا۔

یہ اس نے کیا کیا؟ ماہر اسے کبھی معاف نہیں کرے گا۔ اوہو۔

☆ ☆ ☆

"آئی ایم سوری۔" زیادہ کی آواز ساتوں میں سنائی دی اور اس کا سارا غصہ میر سے میر سے ٹپک ہونے لگا۔ وہ تھکین آگنی کے گھر سے واپسی پہ ابھی ٹریفک کے رش میں تھی جب زیادہ کا مسیحا آیا۔ بہت دنوں بعد وہ مکمل کے مسکرائی۔ تب ہی اس کی کالی گلی آئے گی۔ اس نے کارٹون کا اسکرین آن کر دیا۔

"مجھے تم پہ غصہ نہیں کرنا چاہیے تھا۔ مجھے معلوم تھا کہ تم چائٹیس نہیں کھاتیں۔ یہ کوئی ایسی بڑی بات نہیں تھی۔"

"مجھے بھی آپ کا تحفظ اتنی لاپرواہی سے کسی اور کو نہیں دینا چاہیے تھا۔ آئی ایم سوری ٹو۔" وہ زنی سے کہہ رہی تھی۔ موڈ ایک دم بہتر ہو گیا تھا۔ اسے دن سے جو داہے دل کو ستانے لگے تھے وہ ایک دم سے غائب ہو گئے تھے۔

"ہم چند دن بعد ایک ساتھ ایک ہی زندگی شروع کرنے جا رہے ہیں۔ ہمیں ان چھوٹی چھوٹی باتوں پہ موڈ نہیں خراب کرنے چاہیے۔"

"آپ کو بھی چاہیے کہ آپ ہمیشہ مجھ سے عزت سے بات کریں۔ عزت محبت سے زیادہ ضرورت ہوتی ہے۔"

"محبت نہیں نہ کوئی انا کوئی بہت رسیکٹ کوئی باؤنڈری نہیں ہوتی کشمالہ انہاں

جہی کے درمیان بہت سی لڑائیاں ہوتی ہیں اور ہوتی رہیں گی۔ اہم یہ ہے کہ ہم ہر دفعہ ایک دوسرے کو ملایا کریں۔

اس نے کچھ کہنے کے لیے لب کھولے مگر فون واہیرٹ ہوا تو اس کی توجہ بگلی۔ موبائل اٹھا کے دیکھا تو پیرل فریڈ لکھا آ رہا تھا۔

"میں آپ کو گھر پہنچنے کے کال کرتی ہوں۔" اس نے کال بند کی۔ چہرے کے تاثرات بدل گئے تھے۔ وہ لب بے چینی مٹکن آلودہ شیشی کے ساتھ تیز تیز ہانپ کرنے لگی۔

☆ ☆ ☆

ہوٹل کی لابی سیاہ سفید ٹائلز سے مزین تھی۔ کچھ فاصلے پہ ٹکلیں موٹے رکھ کے چھوٹے چھوٹے شنگ ایریا بنائے گئے تھے۔ اس شام وہاں اندازہ نہ تھا۔ کچھ لوگ بیٹھے تھے۔ کچھ کھانے کے جا رہے تھے۔

ماہر بھی ایسے ہی ایک موٹے پہ برآمدان تھا۔ سفید ریس شرٹ پہنے کف موڑے وہ دیر لمبے کر کے ٹکلیں اوتو من پہ رکے ہوئے تھا۔ ہاتھ میں کتاب تھی جسے وہ اونچا اٹھائے پڑھنے میں مصروف تھا۔ دفعتاً اسے محسوس ہوا کہ پیرل دامن ہاتھ میں رکھ رہا ہے۔ کبھی دیکھ جاتا۔ کبھی اٹھ کے چلنے لگتا۔

"اوتو منے چھین کیوں ہوا؟" ماہر نے کتاب کا کونا موڑا اور ایک گہری نظر اس پہ ڈالی۔

"نہیں تو۔" وہ فوراً اس کے نزدیک بیٹھ گیا۔

"میسے چائٹیس؟" غور سے اسے دیکھا۔

"دنیا میسے سے شروع ہو کے پیسے پہ ختم نہیں ہو جاتی ماہر بے "وہ چڑ گیا۔

"تمہاری ہو چالی ہے۔" بے نیازی سے واپس کتاب پڑھنے لگا۔

اور یہ وہی لمحہ تھا جب ایک احساس نے دستک دی۔ کوئی اسے دیکھ رہا تھا۔ دور سے۔ ماہر فریڈ نے کتاب نیچے کی۔

سیاہ سفید شطرنج کی بساط جیسے فرش پہ دور سے دوپٹی آ رہی تھی۔

وہ کھیلے ہوئے کھیلوں میں کھیل رہا تھا۔ کتاب خود بخود چلنے لگی ہوئی ہوئی سوئے پہ پا ٹھہری۔ اس نے تکیا پہ سے ہر چلے چلے۔ وہاں کھیلے ہوئے کھیلوں میں رہی تھی۔ ہر چلے چلے۔ اس ماہر نے ہر سے اٹھنے کھانے کے لیے چلے۔ اور وقت اپنے قدموں پہ کھڑا ہوا۔ کھیلوں میں رہی تھی۔

وہ میرون لمبی قمیض پہ بھری لیور بکٹ پہنے ہوئے تھی۔ "وہ پڑھ کر ان میں اہل کے دلوں پہ سامنے کرائے ہوئے تھی۔ ہال آؤٹے دامن کدھے پہ اور اپنی آؤٹے پیچھے کر رہے تھے۔

وہ اسی کو دیکھتی اس طرف آ رہی تھی۔ کسی قطعی سے نہیں۔ اتفاق سے نہیں۔ اس کی آنکھوں سے لگتا تھا کہ وہ اسی سے ملے آئی ہے۔

مگر کیوں؟ کیسے؟

ماہر نے چنگ کے پیرل کو دیکھا۔ وہاں نے دو تین دو کیے۔

"کیا کیا ہے تم نے؟" وہ دلی آواز میں فرمایا۔ پیرل حریف کاٹے پہ حرکت گیا اور چہرہ ایسے موڑ لیا جیسے اسے پچھتاہٹ ہو۔

وہ اب تک فریڈ آچکی تھی۔

"کشمالہ۔۔۔" اس نے ٹھوٹک لگا۔

"کیف۔۔۔" وہ سہات سی لگ رہی تھی۔ اس کے سین مقابل آ کے رکی۔

"بھٹو۔" اس نے سامنے رکے سنگل موٹے کی طرف اشارہ کیا۔ ایک پہ زور ڈالے ہوئے تکلیف شردا ہونے لگی تھی۔

"نہیں زیادہ دیر بیٹھے نہیں۔"

"بھٹو۔" وہ قدرے زور سے بولا۔ ضبط سے مٹھی بچھ لی۔ چہرے پہ تکلیف تھی۔ وہ زیادہ دیر کھ نہیں رہ سکتا تھا اور اس کے بیٹھنے سے پہلے بیٹھ نہ سکتا تھا۔

"تم مجھ سے ملنا چاہتے تھے؟" وہ سنجیدگی۔ کتنی سامنے بھی۔ ماہر نے واپس بیٹھے ہو۔

فرصت سے درپیش کو دیکھا۔
"بھیا میرے بھائی نے۔"

"لوہ میں اس کا بھائی نہیں ہوں۔ میں ایک
کچھ فکر نہیں ہوں۔ صرف ترس۔" وہ طرز سے کہتا
ایک دم اٹھا اور جوتہ میں سر جھٹکا آگے بڑھ گیا۔ باہر
نے بہت غصہ سے اسے دبا دیا جاتے دیکھا۔ اس کی خبر
دو بعد میں لے گی۔ اب وہ اس کی طرف متوجہ ہوا جو
اسے پیو پکڑ رہی تھی۔

کہاں سے بات شروع کرے؟
بات فحش کہاں ہوتی تھی؟
"تمہاری امانی کے لیے۔" الفاظ ادھر سے
چھوڑ دیے۔ "آئی ایم سوری۔"
"شکر ہے۔ میں ماہ ہو گئے اس بات کو۔" اس
کے انداز میں کہہ جاتا ہوا تھا۔

"میں آتا جا رہا تھا لیکن۔" اس کی نظریں
اپنے قدموں پر جمی۔ "ناخوش انداز میں بیسای
مزید پیچھے نکلی۔" لیکن کچھ کام میں پھنس گیا تھا۔
"آنا چاہیے تھا۔ ماں سے اتنا تعلق تو تھا
تہہ دار۔" اس کی آواز میں گھر تھا۔ قصہ بھی۔
باہر نے استقبال کیا۔ اور اٹھا۔

"اور۔" یعنی تم نے میرا انتظار کیا۔"
"میں کیوں انتظار کروں گی؟ مجھے فرق نہیں
پڑتا۔ لیکن معید اور مانی سے تو تہہ دارے اچھے
تعلقات ہیں۔" اچھے پڑا دیا۔
باہر نے کندھے اچکا۔

"کیونکہ وہ دونوں سلیس پہل ہیں۔ دل سے
نہیں دماغ سے سوچتے ہیں۔ جلد معاف کر دیتے
ہیں۔"
"وہ چند لمحے اسے گھورتی رہی۔ آنکھیں چھوٹی
کر کے جیسے اس کی روح کے اندر اترنا چاہ رہی
ہو۔ کچھ تھا جو اس کے انداز میں نیا تھا۔ جیسے کسی بات
کا نیا قصہ ہو۔

"میں نے بھی کوشش کی۔ جنہیں معاف کرنے
کی۔ تہہ دار یقین کرنے کی لیکن ہر دفعہ تہہ دار ایک اور

فریب سامنے آ جاتا ہے۔ باہر فریب کی حالت کا لکھ
اور غصہ پیلو۔ اور ترس۔ سب فحش ہو جاتا ہے۔"
"ویری انٹر شنگ۔" یعنی تم میرا یقین کونے کی
پوشش کرتی ہو؟" اس نے گزرتے ہوئے منظر کو
اشارہ کیا۔
"مجھے کچھ نہیں چاہیے۔ میں صرف بات
کرنے آئی ہوں۔" وہ فوراً سے بولی۔

"جانتا ہوں۔ اپنے لیے مشکور ہوں۔" سب
نیازی سے قریب آئے وہ بڑھ کر دیکھا۔
"میری ریکورڈ کافی۔" اس کا انداز اب سب
ہو چکا تھا۔ وہ بھانپ چکا تھا کہ وہ ایک دفعہ بڑھ کر کوئی
فرد جرم لے کر آئی ہے۔
"اس دفعہ کیا کیا ہے میں نے تمہارا پی
لی؟"

پیچھے کو ٹپک لگائی اور ایک بازو سونے کی پشت
پر پھیلا لیا۔ ایک ٹانگ دوسری پر تھالی۔ یہ کم تکلیف
دو پو پھر تھا۔
"تم نے کہا تم اپنی بہن کو اصرار کرنے کے لیے
میری زندگی میں آئے تھے اور میں اس بات پر یقین
کرنے لگی تھی کہ۔۔۔۔۔" اس نے ایک کاغذ جیکٹ کی
جیب سے نکال کے اس کے سامنے کیا۔

باہر نے ہاتھ بڑھا کے کاغذ لیا اور اس کی جھپٹ
کھول کے دیکھا۔
"یاد ہے یہ کیا ہے؟"

"ان جکشن۔" وہ ایک دم فحش پڑا اور کندھے
اچکا۔ "ایک طرح کا ریڈیٹر جک آرڈو۔ یہ جس
زمانے کا ہے تب بہت سے لوگوں نے میرے
خلاف ایسے کوڈٹ آرڈر لے لیے تھے۔"
گھر وہ نہیں ہنسی۔ وہ اسی طرح اسے دیکھ رہی
تھی۔

"یہ بریڈ کی فیلٹی نے لیا ہے۔ وہ لڑکی جو
تمہارے سوتیلے باپ کے ساتھ ایکسیڈنٹ میں مارلی
گئی تھی۔"
"ہاں۔ ان دنوں بہت سے لوگوں کو مجھ سے

دروغ۔" وہ پھر سے فحش دیا۔ "کیا تم نہیں جانتی؟
میں ایک سائیکو چیچہ مشہور ہوں۔ انتہائی دو
ہوں۔ جہاں جہاں میں رہا ہوں وہاں سب
ہاتے ہیں۔" اس کے انداز میں احوال کی
ہاتھ اس لڑکی کے گھر والوں کو ہراس کر رہے
تھے۔

"اس نے کندھے اچکا۔" میں
اس کو ہراس منت نہیں کہوں گا۔ میں صرف۔۔۔"
"تمہارا۔" کچھ سوالات پوچھتا جا رہا تھا۔ وہ برلمان
منے۔ کسی کے خلاف ان جکشن لینا لندن میں عام سی
بات ہے۔" مسکرا کے کاغذ میز پر رکھا۔

"اس میں فریب کیا ہے؟"
"سبرینڈ زیادہ کی مگلیتر تھی۔ اور تم اس کا تعاقب
کر رہے تھے جیسے میرا تعاقب کرتے تھے۔"
چند لمحے کے لیے وہ کچھ بول نہیں سکا۔ پھر
ایک دم بازو نیچے کیا اور ٹانگ ہانک سے ہٹا کے
سیدھا ہوا بٹھا۔ کاغذ دوبارہ کھول کے دیکھا۔ اس کی
رجعت بدلنے لگی۔

"تم کچھ بھی اپنی بہن کے لیے نہیں کر رہے
تھے۔ تم یہ سب زیادہ کی وجہ سے کر رہے تھے۔ تم ہیٹ
مجھے زیادہ کے خلاف کرتے تھے۔ جنہیں اس سے شاید
کوئی ذاتی مسئلہ ہے کیف۔ میں سمجھ رہی تھی کہ تم
میری زندگی میں جب آئے جب زیادہ میری زندگی
میں آیا۔ تم زیادہ سے جڑی ہر لڑکی کا چمکا کرتے
ہو۔ یہ ہے تمہارا اور میرا جکشن جسے میں پہلے سمجھ نہیں
سکتی۔

وہ ابھی تک اس کاغذ کو پڑھ رہا تھا۔ پھر اس
نے چونک جانے والے انداز میں چہرہ اٹھایا۔
"نہیں۔"
"وہی تم۔۔۔"

"نہیں۔ سبرینڈ زیادہ کی مگلیتر نہیں تھی۔" وہ
تیزی سے بولا۔
"مالا نے گہری سانس لی اور پیچھے کو ہٹ کے نہیں۔
بازو سینے پر پھیلت لیے۔ آنکھوں میں گیس افسوس تھا۔

"ہر دفعہ جی ہوتا ہے۔ تمہارا ایک ہاں ہے۔
کلن سے اور میں اسے تمہارے ساتھ رکھتی ہوں۔
تم نے جاننے کی دھمکائی کرنے سے۔ مجھے تم نے پھر
ریٹنورن نہیں کیا۔" جیسے تم نے ایک کو مٹا دیا
نہیں۔ جیسے تم جانتے ہی نہیں کہ یہ زیادہ کی مگلیتر
ہے۔"

"سبرینڈ کی کسی سے مگلی نہیں ہوتی تھی۔
زیادہ اس کو اپنی مگلیتر کہتے ہیں۔ تو وہ جھوٹ بول رہا
ہے۔" اس کا انداز لگتی تھا۔
"تم ہیٹ مجھے ہٹا کے خلاف کرنے کی کوشش
کرتے ہو۔ تم میری ماں کی موت چمکا رہے لیکن تم
زیادہ اور میری شادی سے بچاؤن پہلے یہاں آگے
ہو۔ تم زیادہ سے کسی چیز کا انکسار کر رہے ہو شاید۔ کیا
مسئلہ ہے تم دونوں کا؟"

"اور۔۔۔۔۔" اس کے لب اوہ میں سکر۔ ایک
افسوس بھری سانس خارج ہوئی۔
"اسی لیے تم یہاں آئی ہو۔ جنہیں وار ہے کہ
میں تمہاری شادی نہیں ہونے دوں گا۔ یا کوئی مسئلہ
بیدا کروں گا۔" اب کے وہ مسکرایا۔ اس کی مسکراہٹ
میں اذیت تھی۔ ادا کی تھی۔
"تم واقعی مجھے نہیں جانتی۔ جی۔۔۔۔۔ افسوس
سے سرنگی میں ہلایا۔
"میں صرف اتنا جانتی ہوں کہ۔"

"اب تک میں تمہاری منتا آیا ہوں۔ سب
میری سنو۔" وہ آگے کو بھاڑا اور غور سے اس کی
آنکھوں میں دیکھا۔

"میں نے جنہیں یہاں نہیں ہلایا۔ تم خود آئی
ہو۔ کیونکہ تم مجھ سے خوف زدہ ہو۔ حالانکہ جنہیں اس
فحش سے خوف زدہ ہونا چاہیے جس سے تم شادی
کرتے جا رہی ہو۔ وہ ایک پارسیسٹ طرح کا راز
جھوٹا انسان ہے۔ وہ جنہیں ہرٹ کرے
گا۔ کھٹالہ۔ اور وہ جنہیں بہت ہرٹ کرے گا۔"
وہ آہستہ آہستہ بول رہا تھا اور وہ ہانک چھپکے
اسے دیکھ رہی تھی۔

نہیں میں سمجھتا ہوں سے شادی سے تم کو
کروں گا۔ یہ تمہاری غلطی ہے ہاتھ میں نہیں
تمہارے جسے تم غلطی کرنے دوں گا۔ کیونکہ یہ میرا
مقام نہیں ہے کہ میں کسی کے فیصلے کو کنٹرول کرنے کی
کوشش کروں۔ تم جس سے بھی شادی کرو مجھے کوئی
مسئلہ نہیں ہے۔ اور میں تمہیں سمجھاؤں گا بھی نہیں۔
کیونکہ ابھی تم کچھ نہیں سمجھو گی۔ تمہارے اوپر زیادہ
سلطان کا spell (جادو) پڑھا ہوا ہے۔ وہ تم
سے سکرایا۔

”عجبت جادو نہیں ہوتی۔“ اس کا چہرہ سرخ

ہوا۔

”curse (بددعا) کہہ لو۔ اور یہ
curse تمہیں کچھ سننے نہیں دے گی۔ اس لیے
میں تمہیں نہیں روکوں گا۔ لیکن۔“ اس نے بھی
بندی اور انگوٹھا نکال کے اوپر کیا۔
”پہلی بات۔ میرے زیادہ کی معیتر نہیں تھی۔
زیادہ تم سے جھوٹ بولا ہے۔“

”وہ مجھ سے جھوٹ نہیں بولتا۔ سارا خاندان
جانتا ہے وہ اس کی معیتر تھی۔“

”دوسری بات۔“ اس نے زور دے کر کہا
جیسے اس کی بات سنی نہ ہو۔ اور ایک انگلی مزید بندھنی
سے نکالی۔

”میں تمہاری زندگی میں اپنی بہن کے لیے آیا
تھا۔ غلط کیا۔ بہت غلط کیا اور یہی میری سزا ہے۔ لیکن
میں اپنی بہن کے لیے ہی آیا تھا۔ اور گو کہ میں جانتا
ہوں کہ تم اس کے بارے میں کچھ نہیں جانتیں۔ بلکہ
باہر سے کچھ جانتی ہے جو میری مدد کرے گی۔ اسے خود
بھی نہیں معلوم کہ کیا۔ لیکن وہ کچھ جانتی
ہے۔ اور یہ الگ ہے۔“ میری مدد
شاید کر سکے شاید نہ کر سکے۔ لیکن۔“
اس کی آواز مدھم ہوئی۔ ایک سرگوشی کے
جیسی۔

”ایک بات میں جانتا ہوں۔ پہلے دن
جب میں نے تمہاری نوکری کی تھی۔ اور

میں نے ان ملک کی انسان کی نوکری نہیں
کی کسمالہ۔ صرف تمہاری کی۔ میں نے کسی کی
گازی کے دروازے میں کھولے۔ سوائے اپنے
باپ کے۔ لیکن تمہارے لیے میں نے سب کچھ
کیا۔“

”Mighty Mahir Farid“
بڑبڑائی۔

”کیونکہ میں پہلے دن سے جانتا تھا کہ تم میری
بہن کو دھوڑ سکتی ہو۔ صرف تم۔ میں بھی انسانوں
کے بارے میں غلط نہیں ہوتا۔ اس کو واجب کو با
وہ دان۔ میں تب بھی جانتا تھا اور اب بھی۔ تم میری
بہن کو بچا سکتی ہو۔“

وہ جہاں بھی وہیں ٹھہرتی۔ آگے جس جہت سے
چھوٹی ہوئی۔ اسے اس بات کی توقع نہیں تھی۔
”تم ہلال کو نہیں جانتیں۔ لیکن پھر بھی تم اس کو
دھوڑ سکتی ہو۔ صرف تم۔“

وہ اس کی آنکھوں میں دیکھ رہی تھی۔ پہلی دفعہ
اسے لگا ماہر کی بھوری آنکھوں میں کچھ گلابی سا ابھرا
تھا۔

گلابی نمی۔

وہ ٹپک نہیں جھپکا سکی۔ ویٹرنے کب کافی
کے سامنے رکھی ان دونوں کو کلم نہ ہوسکا۔

”ہلال اس اکتوبر پر گیارہ سال کی ہوئی ہوگی۔

وہ بہت۔ بہت پیاری ہے۔ بہت اسیارٹ۔“

وہ ابھی تک اس کی آنکھوں میں دیکھ رہی تھی۔
ہاں وہ نمی تھی۔ اس کی آواز میں بھی وہی نمی تھی۔ گلابی
سا کچھ۔

”تم مجھ سے نفرت کرتی ہو۔ جانتا ہوں۔ کرتی
رہو۔ ساری عمر کرتی رہو۔ لیکن تم ہلال کو نہیں
جانتیں۔ وہ بہت پیاری ہے۔ وہ میری زندگی میں
آنے والی سب سے بڑی خوشی ہے۔ اور وہ مجھ سے
کوئی ہے۔ کیونکہ میں اپنے آپ کو سنبھال نہیں سکا
تھا۔ میں نے خوف کے آگے ہتھیار ڈال دیے
تھے۔ تم نہیں جانتیں کسمالہ بہن کہ وہ وقت کیسا

ہے جب انسان کو وہ دروازے کی نوکری کی
چھوڑ دے کھائی دیں جو وہ نہیں رکھتے۔“
وہ چھوڑ دے کھائی دیں جو وہ نہیں رکھتے۔“
وہ میری وجہ سے کھولی تھی۔ لیکن وہ میری نہیں
تھی۔ زندہ ہے۔ اور وہ نہیں سمجھتی ہوئی ہے۔ وہ
تھی۔ میں یہاں محسوس کر سکتا ہوں۔ اس نے
اپنی رکھی۔ پانی ابھی تک اس کی آنکھوں میں
تھا۔

وہ ٹپک نہیں جھپک پارہی تھی۔

”اس کو مدد چاہیے۔ میری مدد۔ تمہاری مدد۔

اکیلی ہے۔ لیکن وہ خوف زدہ نہیں ہے۔ وہ بہت

بیاد ہے۔ میں اتنا جانتا ہوں کہ ہلال اور میں ایک

دوسرے کو دھوڑ لیں گے۔ لیکن۔“ اس نے ناک

سے کی سانس اندر کھینچی۔ ”لیکن میں تم سے صرف

ایک بات جانتا ہوں۔“ اس کے پیچھے میں منت تھی۔

وہ واقعی ٹپک نہیں جھپک پارہی تھی۔

”صرف ایک بات۔ تمہیں جب بھی موقع

ملے جب بھی۔“ اس نے زور دیا۔ پھر سے ناک

سے کی سانس اندر کھینچی۔ ”تو تم ہلال کی مدد ضرور

کرو گی۔ ہلال وہ فاختہ ہے جس میں میری جان ہے

اور تم اس کو اس جادوگر کی قید سے ضرور نکالو

گی۔ میرے لیے کی سزا تم ہلال کو نہیں دو گی۔ کیا تم

میرے لیے صرف اتنا کر سکتی ہو؟“

وہ خاموش ہوا۔ پھر گہرے سانس لیتا دیکھیں

طرف دیکھنے لگا۔ آنکھیں جھپکا میں جیسے ہی کو گرنے

سے پہلے وہ اس اندر کھینچا جاتا ہوا۔

”میں نے تمہارے لیے کی سزا نہیں نہیں دی

تو اس کو کیا دوں گی؟“ اس نے خود کو کہتے سنا۔ وہ ابھی

تک اس کو دیکھ رہی تھی۔ اس نے کیف کی آنکھوں کو

ایسے بھی نہیں دیکھا تھا۔

”تم کو تم مجھے ہلال سے ملا سکتو میں بدلے میں

تمہارے لیے وہ کروں گا جو تم چاہتی ہو۔“

مالا کے ابرو اچھپنے سے بچنے۔ کوئی لمبوں سا
نوتا۔

”مجھے تم سے بات کرنا چاہیے۔“
”ہاں ہاں کسمالہ لی۔ ہاں۔ میں نے
ایک دم ہاتھ اٹھا کے اسے دیا۔ ”تم انسان تھی۔ ہم
سب کو ایک دوسرے سے کوئی کام نہیں ہے۔ لیکن
تمہی۔ زندگی میں تمہیں مجھ سے ملنا چاہیے۔“ وہ گلابی
میں دھڑکنا ہوں کہ تم کو کوئی کام نہ کروں گا کوئی
بھی ایسا کام جو ممکن یا ناممکن ہو پیسے سے ہو یا نہیں
کی کوشش سے تمہارے کروں گا چاہے اس کے لیے
مجھے کوئی بھی قیمت دیں تو ادا کر لی ہو۔“

”مجھے ابھی تمہاری ضرورت نہیں ہے۔

کی۔“ وہ میرے سے کہتے ہوئے اٹھی۔ ٹپک اپنی

کے کئی بدلے کھلیا۔ ایک آخری نظر اس پڑائی۔

”میں زیادہ کے ساتھ خوش ہوں۔ اور صرف اتنا

چاہتی ہوں کہ تم مجھے سکون سے میری ہی زندگی شروع

کرنے دوں۔“

یاد رہے سر کو اشارت میں غیر دیباہ لاف تم

ہو چکی تھی۔ وہ جی اور آگے بڑھ گئی۔ ابھی وہ پیچھے سے

بولا۔

”میرے زیادہ کی معیتر نہیں تھی۔ چاہو تو میرے

کی پہلی سے پوچھو۔“ اس نے عقب سے پکارا اور

کتاب اٹھائی۔ ہلال کے قدم لے بھر کے لیے ڈھکے

ہوئے لیکن پھر وہ آگے بڑھ گئی۔ اسے پیچھے جڑ کے

نہیں دیکھنا تھا۔ وہ تنک کا جسم بننے کا خطرہ نہیں

سول لے سکتی تھی۔

لفٹ کے دروازے کھلے اور وہ اندر داخل ی

ہوئی تھی کہ کوئی اس کے ساتھ سوار ہوا۔ اس نے ہال

کے فلور کا جن دیا اور گردن سوزی۔ دراصل غریب

ساتھ کھڑا تھا۔ اسے دیکھ کے سکرایا۔

”تیرلو۔“

اس نے سر کو اشارت میں قہر دیا اور پیچھے پناہ

لینے سامنے دیکھنے لگی۔ وحالی دروازوں میں ان

دونوں کا کس کھائی دے رہا تھا۔

”ماہر نے آپ کو یہاں نہیں بلایا تھا۔ میں نے

بلایا تھا۔ میں چاہتا تھا کہ آپ لوگ مل کے بات

تھیں۔ "جینز" اس کی رحلت ہوئی۔ "میں معافی مانگتا ہوں۔ میں نے جان بوجھ کے نہیں کیا۔ میں نے اسے بھی بتا دیا تھا۔ سوری ماہر ایلینز۔" اسے ہنس کا کافی سب بھول گیا تھا۔ جب ہی موبائل بجتے لگا۔ اس نے بے ذماری سے دیکھا۔

"تم نے اپنا موبائل آف کر رکھا ہے اور مالک صبح سے مجھے کالز کیے جا رہا ہے۔ کن روٹوں میں پھنس گیا ہوں میں؟"

"میں اس سے بات نہیں کرنا چاہتا۔ میں نے اسے نواد سلطان کے بارے میں معلومات لینے کے لیے کہا تھا۔ اگر وہ واقعی سیرین کا منگیتر تھا تو مالک کو معلوم ہو جاتا چاہے تھا۔ اس نے مجھے کیوں نہیں بتایا۔ وہ کی سے کہتے ہوئے کھونٹ بھرنے لگا۔

"کیا ہے مالک؟" حیرت میں برا سامنے بنا کے کال اٹھائی۔ اگلے ہی لمحے اس کے تاثرات بدلے۔ کانٹا ہاتھ سے چھوٹ گیا۔

"کیا ہوا؟" ماہر نے چونک کے اسے دیکھا۔ کچھ تھا جو فضا میں ساکن ہو گیا تھا۔

حیرت میں دھیرے سے فون نیچے کیا۔ "میں اسلام آباد جانا ہو گا۔" اس کی رحلت سفید پڑ رہی تھی۔

"کیوں؟" جیسے یاد ہے۔ اسلام آباد پولیس کے پاس ہلال کا کیس تھا پچھلے دو سال سے۔ انہیں کچھ ملا ہے۔

"کیا؟" اس کا سانس رک گیا۔

"ہلال کی لاش۔" ماہر فریڈ تیزی سے اٹھا۔ کافی کا کپ نیچے گرا۔ کانٹے کے ٹکڑے اور گرم مائع دور تک بکھرتے گئے۔

☆☆☆
(ہر سانس کے ساتھ کھوجا جاتا ہے گزرا ہوا لمحہ)

سبز گھاس پہ ہر طرف سفید پھولوں کے ستون بنے تھے۔ ان کے درمیان چھوٹا سا آگ تھا اور اس پاس کرسیوں کے پھول بچے تھے۔ آگ ابھی خالی تھا۔ ہر طرف مہمان نظر آرہے تھے۔ وہ ہر کا وقت تھا اور سرمایہ منجھی دھوب سامنے میں بیٹھی تھی۔ کامیاب لباس میں مسکرا کر اس کے چلتی ہوئی مایہ ہر ایک سے مل رہی تھی۔ مہمان آنا شروع ہو چکے تھے۔ (اور شروع ہوتا ہے ایک ناکہ۔)

کارڈ ور میں میسا کی تک ایک سنائی دے رہی تھی۔ وہ سفید چہرے کے ساتھ لنگڑا کے چٹا آگے بڑھ رہا تھا۔ میری بھی مثل سا اس کے ساتھ تھا۔ ساتھ موجود چٹا ہوا آفیسر ہاتھ ہلاتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

"یہ ایک علی ہوئی لاش تھی جو دو برس پہلے ملی تھی۔ انہی تاریخوں میں جب ہلال کھولی گئی۔ ہم نے پہلے اس پر نظر نہیں کی تھیں ایک آفیسر اس دن آ کر کاغذ میں کچھ تلاش کر رہا تھا جب اسے لاش کے ساتھ ملنے والی چیزیں دکھائی دیں۔ ہم ان کی تصاویر مالک صاحب کو بھیجیں تو انہوں نے ان کو پھیلان لیا۔ بچی کی عمر نو سال کے لگ بھگ تھی۔"

"آج وہ گیارہ سال کی ہوئی۔" وہ بڑبڑایا۔ (ہم سانس اندر کھینچتے ہیں۔) اور اسے باہر خارج کر کے ماضی کے لمحے کو چھوڑ دیتے ہیں)

اب وہ دونوں آگ پہ بیٹھے تھے۔ اس نے سفید پشواڑ کے اوپر سفید کام دار دوپٹے لے رکھا تھا۔ چوڑی دار آستینوں کے آگے ہاتھوں پہ مہندی لگی تھی۔ اس کے کانوں اور گردن میں ٹانگ ہیرے پروئے تھے۔ وہ مسکراتے ہوئے ہیرے کی انگوٹھوں سے سچے ہاتھ سے ایک کاغذ پہ دستخط کر رہی تھی۔ چرسا پہ اطمینان تھا۔ زیادہ دے دستخط کیے اور ہر طرف مبارک بادیں گونجیں۔ دعاؤں کے لیے ہاتھ اٹھے۔

(اب وہ گزرا ہوا لمحہ اسے لیے فانا ہو چکا ہے۔) "میں نہیں مانتا۔" حیرت و باد باسا جا یا تھا۔

ہلال اس وقت ایک آئینہ میں بیٹھے تھے۔ آئینہ ہوئی لاش کا مطلب ہے کسی نے ہلال سے اتوار کو کوہر اپ کیا ہے۔ ہم قبر کی کھدائی کر رہے ہیں۔ ڈی این کروائیں گے۔ وہ ہلال نہیں ہوگی۔ ہمیں کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ "ہے نا ماہر؟" اس نے گردن موڑ کے اسے دیکھا جو جس جہان کے کہیاں گھنٹوں پہ رکتے بیٹھا تھا۔ اس کی نظریں زپ لاک بیک پہ پئی تھیں جس میں مختلف اشیاء تھیں۔

"ہے نا ماہر؟" آئینہ ہر وہ ذریعہ لب بڑبڑایا۔ حیرت کا سانس رکنے لگا۔

(اور یہ کرتے ہوئے ہم ہی کر دیتے ہیں اس انسان کو جو ہم ایک لمحہ پہلے تھے۔)

وہ دونوں ساتھ ساتھ کھڑے تھے۔ نواد سلطان ساہلباس میں تھا اور وہ سفید میں۔ دونوں کیراز کو دیکھ کے مسکرا رہے تھے۔ سامنے کھڑی مایہ ان کی تصاویر منجھی رہی تھی۔ ایک طرف اٹکل چیتر پہ بیٹھی تھیں۔ جیکم بھی مسکرا کے ان کو دیکھ رہی تھیں۔ زریب وہ کچھ بڑھ چکی رہی تھیں۔ ہاتھ میں تلخ تھی۔

(ہم سانس اندر کھینچتے ہیں) نئے لمحے میں سانس لے کر اس شخص کا استقبال کرتے ہیں جو ہم بننے جا رہے ہیں۔)

ماہر نے بے جان ہاتھوں سے زپ لاک بیک اٹھایا۔ اس کے اندر کچھ چیزیں تھیں۔ دو سال پہلے اپوی ہنس ملنے کی تاریخیں بھی لکھی تھیں۔ ان پہ گرد بھی تھی جیسے وہ پرانے لباس سے نکالی گئی ہوں۔ ایک بریلیٹ۔ لباس کے چلے ہوئے ٹکڑے۔ نچھاسا پر۔

اور ایک سینڈ کیڈل۔ اس نے کپکپاتے ہاتھوں سے کیڈل کا جبار

1972۔ اٹھارہویں۔ اس نے آٹھ گھنٹہ۔ ایک لاش کی لاش سفید مٹی سے لاش کے بارے میں کچھ تھی۔ یہ ہلال ہے۔ اس کی آواز گھٹ کر رہی تھی۔

(اور یوں ہم نہا ہوا) اسی گھل کو ہر اسے رہتے ہیں۔ لیا وہ اس کا ہاتھ تھا۔ ستارے کی طرح تھک لار ہا تھا۔ لائن میں آج پھر پہلی تھی۔ گھر میں کوئی قیاس بھی نہیں ملائی تھی جس میں نے مسکرا کے سر جھکا۔ اسے اس سب کی پروا کرنے کی ضرورت نہیں تھی۔

گردانہ پھولوں سے کھاتا۔ سفید اور سرخ پھول۔ ہر طرف خوب سورتی تھی اور ایک سے مستحق کا آواز۔

(بکی مراقبہ ہے۔) "آپ چاہیں تو ہم قبر کھدوا سکتے ہیں۔ اس کے دانتوں سے ہم۔" ضرورت نہیں ہے۔ یہ ہلال ہے۔ اس نے کیڈل کا ٹکڑا ہنڈ کیا۔ "سیاسی کی چیزیں ہیں۔" اس نے پروا اٹھا تو وہ برسوں کا ہار لگتا تھا۔

"ماہر ہمیں ڈی این اے تو کرنا چاہیے۔" حیرت میں بے بسی سے اس کی کھنٹی جھجھوڑی۔ اس نے لگا ہوا اٹھا کے اسے دیکھا۔ وہ دو م ۵۵۵ میں بھی ایسا ہار لگتا تھا جیسے آٹھ لگ۔ ہا تھا۔

ایسے جیسے شک میں ہو۔ "ضرورت نہیں ہے۔ میں اس کی قبر کے ساتھ یہ بے حسی نہیں کرنا چاہتا۔ اٹھو۔ ہم انتظار رکھیں جا رہے ہیں۔" اس نے زپ لاک میں چیزیں ڈالیں اور اسے اتنی تکی سے پکڑا کہ ہاتھ کی رگیں ابھرا تھیں۔

(کی تجدید ہے۔)

”یہ وہی ڈاکٹر رنگ ہے۔ میں نے اسے آپ کے لیے خریدا تھا۔ کیونکہ یہ بہترین تھی۔“
اس نے انگوٹھی مالا کی انگلی میں پہنائی۔ مالا نے مسکرا کر ہاتھ اٹھا کر اسے روشنی میں انگوٹھی کو دیکھا۔
انگٹھی لے کر کشمالہ بینین کی مسکراہٹ پر رحم ہوئی۔ اس نے جب تک کے زیادہ کو دیکھا۔ پھر انگوٹھی کو زیادہ مسکرا کر کچھ اور بھی کہہ رہا تھا۔ ایک نئی زندگی کے خواب۔ مستقبل کی باتیں۔ لیکن وہ صرف۔
انگوٹھی کو دیکھ رہی تھی۔

یہ انٹرویو لیا جاتا تھا۔
(یہی زندگی ہے)

عیاد اور یابی ان کا ہاشتہ لائے تھے۔ معبد کی
بے توقع کال بھی اور وہ شادی کے لیے اپنی چھٹی
چکا تھا کہ اب اسے وارڈ میں واپس پہنچنے کی
یہی تھی۔ سوئی الحال وہی دونوں اس کے میبلے کی
مدد کی کر رہے تھے۔ گھنٹہ بیگم بھی باہر ہی بیٹھی خوش
مغزل کا حصہ بنی ہوئی تھیں۔ زیادتی بھی ہنس کے
تصنیعی آواز یہاں تک آ رہی تھی۔
صرف وہی گئی جوتا نہ گئی۔

”کیا اسے زیادہ سے پوچھنا چاہیے؟“ اس نے ہاتھ اٹھا کر اونچا کیا۔ تیز روشنیوں میں انگوٹھی کا گنگنہ چمکا۔ جیسے جیسے۔ لیکن وہ ہیرا نہیں تھا۔ وہ زرد خون تھا۔ اس کی چمک ہوا لگتے ہی ماتھر پڑنے لگی تھی۔

”شاید زیادہ کے ساتھ کوئی دھوکہ ہو گیا؟ شاید کسی دوسرے جیولر نے اس سے ڈاکھنڈ کی قیمت لے کر زرد خون بچ دیا ہو؟“ انہوں نے اس نے مہرکا۔ اس کے جیولر سے زیادہ نے جتنے سوالات پوچھے تھے۔ کیسے ہو سکتا ہے کہ اس نے ہمارے بیچ بیکند کے ڈاکھنڈ خرید لیا ہو۔ وہ بھی اتنا مہرکا؟

گلیں گے کہ سارا زور سے ہی ماہی کی آنکھوں میں چڑکا۔ وہ چمک کے قریب آئی۔ مالا نے بچکی کی تیزی سے ہاتھ نیچے کیا لیکن ماہی لپک کے آئی اور اس کا ہاتھ قمام لیا۔

پھر مسکراہٹ غائب ہوئی۔ چمک کے مالا کو دیکھا۔

”یہ تو زرقون ہے۔“ وہ الجھتی۔ ”اؤ اٹھو دمک نہیں دی؟ تم لوگوں نے تو کوئی دن کیرٹ پر بند کیا تھا۔ نہیں؟“

مالانے تجزی سے ہاتھ چھڑا۔

”زیادہ نے تمہیں بتا کے ہی زرقون رنگ دی ہے؟ کہیں ڈانڈ نہ کہہ کے زرقون تو نہیں جھٹا دیا؟“
بیش کرتا اس کا ہاتھ مست ہوا۔

”اچھا میرا گٹ کھول کے دیکھا؟“ مامی نے
 بغور سے دیکھتے ہوئے بات چل دی۔
 ”اسے کھلے کھس دیے ہیں تم نے۔ کون کون سا
 کھولوں؟“

اسے اندازہ ہو رہا تھا کہ شادی کے بعد اسے بہت سی مسکراہٹیں چھوڑے۔ یہ تو بروہتی سہانی پڑیں گی۔ کمزور مال بارہ بجانے کے قریب تھا اور کوئی سحر تھا جو ٹوٹنے والا تھا۔ اسے اپنے کامیابی کے جوتے سنہالنے تھے۔

(شاہد تریاؤ کے پاس پیسے نہ ہوں۔ میں اس سے پوچھ کر کچھ کروں تو اس کو برا لگے۔ اس کا دل دکھے۔ اونہوں۔)

پھر ملے گئے۔ "اس نے اب کے طور سے ان دونوں کو دیکھا۔"

ان کی تجویز ایسی ہے۔ زیادہ چلتے
نہیں ہیں۔ نواب سلطان نے اسی سبکدوش سے
جوا دیا۔ اس کے سکون میں دارم فرقی نہیں آیا۔

جیسے ہی کار سڑک پہ لگی مافی کی مسکراہٹ
غائب ہوئی۔ اس کے چہرے ایک پرسوںی جھم

”رہے دو۔ نرمی کیلئے چڑھیں۔“ اس نے
چڑھا کر ایک سیٹ پر مزید پڑے کھیل دیا۔
دو عباد کی کھچ سے باہر تھا۔

[illegible]

9

پکی برتھڈ کے نواح.....

ہاتھ سے پس کی اس سے جگہ سے

اسٹراہری والی کینڈل کا چارہ رکھا۔ وہ سارا راستہ اسے
تھامے رہا تھا۔

”دو سال سے تم کہہ رہے تھے کہ وہ زندہ ہے
اور آج دیکھو۔“

پیر مل جیت کو دیکھ رہا تھا۔ اس کی آواز مکی
تھی۔ آنکھیں نم تھیں۔ غصہ لگے۔ کیا نہیں تھا اس کی
آواز میں۔

اس کی امید ٹوٹی تھی۔ وہ جموٹی امید جو باہر نے
اسے چھائی تھی۔

”ہاں۔“ اس نے اعتراف کیا۔ پیر مل کو اس
کی امید نہیں تھی۔ لیکن وہ شاک میں لگتا تھا۔

”ہاں۔ دو سال سے میں کہہ رہا تھا کہ وہ زندہ
ہے۔ اور آج دیکھو۔“

وہ جھکا اور بیساکھی اٹھائی۔ پھر لنگڑاتا ہوا آتش
دان کی طرف بڑھنے لگا۔

”میں نے کہا تھا کہ وہ زندہ ہے۔ سب کہتے
تھے باز آ جاؤ۔ لیکن میں تمہیں اور مالک کو لیے ایک

ملک سے دوسرے ملک پھرتا رہا۔ میں نے دو سال
تک تم لوگوں کو امید دلائی۔ کیونکہ میرا دل کہتا تھا کہ

وہ زندہ ہے۔“

آتش دان تک وہ رکا اور لائٹر اٹھایا۔ بیساکھی
پھر سے لڑھک گئی۔ باہر نے تکلیف سے اسے

دیکھا۔ پھر پیر مل کو۔ وہ دور تھا۔ قریب ہوتا تب بھی
آج وہ بیساکھی اٹھانے نہ کھڑا ہوتا۔

”کوئی میرا یقین نہیں کرتا تھا اور میں کہتا تھا کہ
میں تم سب کو جاہت کر کے دکھاؤں گا۔“ وہ خود سے

بول رہا تھا۔ لائٹر لیے اس نے چلنے کی کوشش کی۔ میز
تک کافی فاصلہ تھا۔ ٹائپک پہ زور دے کر ایک قدم

اٹھایا۔ دوسرے اور تیسرے سے پہلے وہ ایک دم
لڑھک کے گرا۔

”تمہارا جنون۔۔۔۔۔ جموٹی امید کے سوا کچھ نہیں
تھا۔“ پیر مل نے بس ایک نظر اسے دیکھا۔ وہ پہلو

کے بل تائیں پر گرا تھا۔ شاید کراہا بھی تھا۔ لیکن پیر مل
نہیں اٹھا۔ اس نے اسے گرے رہنے دیا۔

”میں نے تم سب کا بہت وقت لیا اور اپنا
بھی۔ کیونکہ۔۔۔۔۔“

وہ پتیلیوں کے بل سیدھا ہوا۔ پھر سے گرا۔
صوفے کا سہارا لے کر سیدھا ہوا اور خود کو گویا کھینچے

ہوئے میز تک لایا۔
”کیونکہ میرا دل نہیں مانتا تھا۔ اور

دیکھو۔۔۔۔۔“

وہ ٹر حال سا وہیں میز کے ساتھ بیٹھ گیا۔
ٹائپک میں درد کی شدید لہریں اٹھنے لگی تھیں۔

”اور دیکھو۔ آج تم غلط لگے۔“ پیر مل نے بے
بہی بھرے فیسے سے اس کا فقرہ مکمل کیا۔

باہر فرید نے لائٹر کے لیور پہ انگوٹھا زور سے
رگڑا۔ شعلہ جل اٹھا۔

”میں یہ نہیں کہنے جا رہا تھا۔“
اس نے شعلہ موم جی کے قریب کیا۔ وہ اس

کے چلے ہوئے دھاگوں سے ذرا دور تھا۔
”میں کہتے جا رہا تھا کہ۔۔۔۔۔ دیکھو۔۔۔۔۔ آج

میں درست ثابت ہوں۔“
اس نے شعلہ دھاگے سے ٹکرایا۔ اس نے فوراً

سے آگ پکڑ لی۔
پیر مل فرید تیزی سے سیدھا ہوا۔ ایک الارم سا

اس کے کانوں میں بجنے لگا تھا۔
”کیسے؟“

”ہلال کی تمام چیزوں پہ گرد تھی۔ زپ لاک
کھلے ہوئے تھے۔ گرد کا ہونا فطری بات

ہے۔ لیکن۔۔۔۔۔“ اس نے اسٹراہری کینڈل کی
طرف اشارہ کیا۔

”اس کی موم سفید اور صاف تھی۔ خوشبو بھی
برقرار ہے جب کہ اس کا ڈھکن کھلا ہوا تھا۔ دو سال

تک کینڈل ڈھکن کے بغیر رہے تو اس کی خوشبو ضائع
ہو جاتی ہے۔“

وہ تائیں پہ بیٹھا جلتے ہوئے شعلہ کو دیکھ کے کہہ
رہا تھا۔

”کیا مطلب؟“

”کیا تم اب تک نہیں لگی ہو کہ ہر قسم کی کینڈل
کیوں دلتا ہے؟“

ہلال کی آنکھیں چمکیں۔ اس نے تیزی سے
کینڈل اٹھا کے دیکھی۔

اس کے دھاگے سیاہ تھے۔
وہ ایک دم گرے میں بھاگی۔ رائٹل مسکرا کے

اسے دیکھنے لگیں۔
وہ واپس آئی تو اس کے بازوؤں میں بہت سی

جموٹی بڑی کینڈل تھیں۔ اس نے سارے چاروں جلدی
جلدی میز پہ بیٹھ کیے۔

”سب کے دھاگے بٹے ہوئے ہیں۔ لیکن
موم کم نہیں ہے۔ یعنی باہر بھائی ٹکٹ دینے سے پہلے

نئی کینڈل کو ایک دفعہ ضرور جلاتا ہے۔ لیکن
کیوں؟“ وہ جوش سے ماں کو کھنکھار رہی تھی۔

پھر اس نے لائٹر لیا اور باری باری موم تپوں
کے دھاگے جلاتے لگی۔ دھیرے دھیرے ساری موم

تپیاں آگ پکڑنے لگیں۔
”بہت دیر سے کچھ میں آیا چھیں۔“

رائٹل مسکرا کے اسے دیکھ رہی تھیں۔ اور وہ
بہت خوشی سے چمکی کینڈل کو۔

پھر کینڈل کی موم پگھلنے لگی۔ یہاں تک کہ وہ
پوری پگھل گئی۔ ہلال نے دھڑکتے دل سے نو میز

اٹھایا اور اسے پگھلی موم کے اندر ڈالا۔ جب اسے
واپس اوپر نکالا تو اس کے دانوں میں ایک سنہری

لاکٹ تھا۔
”اما۔۔۔۔۔“ اس نے جوش سے جج

ماری۔ اس کا چہرہ خوشی سے تھم رہا تھا۔
”باہر بھائی مجھے کینڈل میں گفٹ چھپا کے دیتا

تھا۔“
موم پگھل رہی تھی۔ خوشبو میں ایک دوسرے

میں کس ہو کے سارے کو مسح کر رہی تھیں۔ اور وہ
ایک کے بعد ایک موم جی سے کچھ نکال رہی تھی۔ نیل

پائس۔ سمیر پین۔ کینڈل بار۔ کچھ پلاسٹک میں لپٹا

تھا۔

تھا۔ کچھ پلاسٹک میں لپٹا۔
”آئی وہ لگی تھیں اپنے پہلی کو کھینچے

میں۔“ رائٹل مسکرا کے اس کی کچھری میں۔ موم
سے تھری تپوں سے مری گئی۔ جن کا موم باہر آئے

ہی جتنے لگا تھا۔ وہ اب جتنے ہوئے اپنے ٹکڑوں پہ بھی
موم دانوں سے کھینچ رہی تھی۔

اسٹراہری کی مسکراہٹ والی کینڈل پگھل رہی تھی
اور پیر مل غریب سا کسے کسے دیکھ رہا تھا۔

”یعنی تمہاری لیکن زندہ ہے۔ اور۔۔۔۔۔“
باہر نے سر جھکا کے موم جی کے چار کے اندر

رہا تھا۔
اس کے چہرے پہ ہلکا سا مسکراہٹ

ابھری۔ ایک مکمل مسکراہٹ۔
”اور اس نے مجھے ایک پیغام بھیجا ہے۔“ اس

نے نو میز اٹھایا اور پگھلی موم میں ڈال دیا۔ پیر مل بنا
پک جھپکا سے اسے دیکھ رہا تھا۔

نو میز موم کے اندر ڈوب گیا۔
اور جب باہر کی انگلیوں نے اسے باہر نکالا تو

اس کے دانوں میں چھپا تھا۔
”سارٹ کڈ، اوائٹ ٹی؟“ وہ موم میں

تھری تپوں سے کھینچ رہی تھی۔ مسکرایا۔
باب دوم

”کے۔“
انسان ہوتے ہیں

سب میں بندگیوں کے لیے
اگر تم ڈالو چھاپک سب

کھولتے پانی کے برتن میں
تو بہت سے سب

ایک دم پھٹ گئے
کھل جائیں گے۔

اور چھاپک
تیرے روتے کے کچھ

کرم پانی کی ساپ

تھا۔

اور پھر وہ میرے
اپنے آپ کو کھول دیں گے۔
نہیں کچھ ایسے بھی ہوتے ہیں
جو کبھی نہیں ملتے
چاہے وہ کیسے ہی گرم پائندوں کا
ڈنڈا کیوں نہ ہو جائیں۔

راہن ہے مارٹن
سیاہ سفید اپارٹمنٹ میں اسٹراہری کی مہک
پھیلی تھی اور اونچے دروازے اور خاموشی سے لوگ روم
میں بیٹھے وہ نفوس کو دیکھ رہے تھے۔ ہیرل سانس
روکے باہر کے ماحول کو دیکھ رہا تھا جو احتیاط سے
نوٹیز کی دھڑ سے کیڈنڈل جاوے کے اندر سے ہاتھ نکال
رہے تھے۔

نوٹیز روبرو پر اٹھا۔ ہیرل کی نظریں بھی اوپر کو
اٹھیں۔
ایک موم میں تھنری شے برآمد ہوئی۔
"یہ کیا ہے؟" وہ میز پر جھکا۔

"ہاتھ نہیں لگائیے۔" ماہر نے ایک دم روکا تو وہ
جیسے مجھ ہو گیا۔ پھر ناگھی سے اس شے کو دیکھا جس
کی گرم موم میز پر رکھتے ہی جتنے لگے۔

ماہر نوٹیز کی لوگ سے اس شے کے اوپر
سے موم ہٹانے لگا۔ موم کے دانے دانے الگ
ہونے لگے۔ یہاں تک کہ وہ صاف ہو گئی۔

وہ ایک موم نے کاغذ کا ٹکڑا تھا۔ آدھے انگوٹھے
جتنا۔ جو ایک طرف سے بھورا اور دوسری طرف سے
سرخ تھا۔ تھرا تھون صورت تھا۔ ایسے کہ وہ اطراف
بالکل بڑا نہیں اور تیسری قدرے نیچر تھی۔ جیسے
کسی نے ہاتھ سے پھاڑی ہو۔ بھوری سائینڈ تو جتنے
جھمی تھی اور سرخ سائینڈ پر جھڈی۔ سرخ تھون کے
اوپر ایک ڈیزائن بنا تھا۔ جیسے پیلے پنیر اور نیلے رنگ
کے ایک پھول کی پتی ہو۔ وہ پھول کی پتی کا ٹکڑا تھا
جیسے باقی آدھا پھاڑنے کی وجہ سے کٹ گیا ہو۔

"یہ کئی اپنے سے بڑے کاغذ کا حصہ ہے جس
کو کسی نے ہاتھ سے پھاڑا ہے۔" ماہر اس کو نوٹیز

کاغذ کا دوسرا حصہ بھی ہونا چاہیے تھا۔" "نہیں۔" اس
کے اس نے کیڈنڈل چار میں ہاتھ لگا۔ موم پھول کے
شفاف نظر آرہی تھی۔ سرے سے چپے سے تک دوسری
کوئی شے وہاں موجود نہ تھی۔

"یہ تو ایک ننھا سا کاغذ کا ٹکڑا ہے جو کسی نے
لٹا لی سے پھاڑ کے موم پتی میں گرا دیا ہے۔ اس سے
کہاں ثابت ہوتا ہے کہ ہلال زندہ ہے؟" ہیرل
کے کندھے ڈھیلے ہوئے۔ وہ پیچھے ہو کے بیٹھا۔
"ہلال زندہ ہے اور یہ اسی نے ڈالا ہے۔ مجھے
مگن سے ایک زپ لاک بیگ لاکر دو۔" حکم سے
اشارہ کیا۔

ہیرل نے ایک نظر اس کی مری ہوئی جیسا بھی کو
دیکھا۔ پھر منہ میں کچھ بڑبڑا کے اٹھ کھڑا ہوا۔ مگن
میں جا کے دو تین نیپٹیس نکھولیں۔ ایک ننھا زپ
لاک بیگ نکالا اور کیڈنڈل کے دروازے بند کیے بنا
واپس آیا۔ انداز ناراض ناراض سا تھا۔

"بالفرض یہ ہلال کی طرف سے ہے اور وہ
زندہ ہے۔ تب بھی تم نے یہ بات مجھے پاکستان میں
کیوں نہیں بتائی؟ ہم واپس کیوں آگئے؟" وہ واپس
صوفے پر بیٹھے ہوئے قدرے جھجھکا گیا تھا۔

ماہر جواب دیے بنا نوٹیز روم سے اس کاغذ کے
ٹکڑے کو شفاف زپ لاک بیگ میں مقید کرنے
لگا۔ اس نے ابھی تک اسے ہاتھ نہیں لگایا تھا۔

"کیونکہ سرکار نے ہلال کی نقلی موت کا ثبوت
مجھے بہت جلدی میں بھجوا دیا ہے۔ وہ مجھے لاہور سے
بھینچنا چاہتا تھا۔ اسے کسی چیز کی جلدی تھی۔" اس نے
چہرہ کیڈنڈل پر جھکا کے آنکھیں بند کیں۔ پھر ایک
سانس اندر چھٹی۔ وہ جیسے ہلال کی خوشبو تھی۔ اس کے
لبوں پر مسکراہٹ آ گئی۔ گال میں گڑھا سا بنا۔

"ہم ہلال کو ڈھونڈے بنا واپس کیوں آگئے
ماہر؟"

"کیونکہ وہ زندہ ہے اور وہ ٹھیک ہے۔"
"تم اتنے پر یقین کیسے ہو؟" وہ اب اکٹا گیا

"ہلال زندہ ہے۔ اور وہ سرکار کے پاس
ہے۔" اب وہ زپ لاک بیگ کو دیکھتے ہوئے کہہ رہا
تھا۔ "سرکار نے اگر اس کو مار دیا ہوتا تو وہ اتنے جو کم
کر کے اس کی نقلی موت ثابت کرنے کی کوشش نہ
کرتا۔ اسے ہلال زندہ چاہیے۔ اس نے اسے کہیں
چھپا رکھا ہے۔ لیکن برے حال میں نہیں۔ اچھے حال
میں۔" وہ ٹھیکے سوچ سوچ کے بول رہا تھا۔
"اور یہ نہیں کہیں کہیں معلوم؟"

"کیونکہ ہلال کی جو چیزیں پولیس نے ہمیں
دی ہیں اس کا بیگ وغیرہ وہ بہت ٹھوڑی سی چیزیں
ہیں۔ اس کی گمشدگی کے وقت اس کے پاس بہت سی
چیزیں تھیں جو کچھ نہیں تھیں۔ اس کی بہت سی
کیڈنڈل کتا ہیں۔ اچھے بیس۔ رنگین پینسل۔ پرنٹ۔
پینز۔ ہلال کے ساتھ اس کی چیزیں بھی کھو گئی
تھیں۔ کوئی اس کی چیزیں کیوں چرائے گا؟"

"تاکہ وہ چیزیں اس کو مہیا کر کے اس کو خوش
رکھ سکے۔" ہیرل کا ذہن کام کرنے لگ گیا۔ ماہر
نے اثبات میں سر ہلادیا۔

"بالکل۔ اس نے ہلال کو کہیں بہت آرام سے
رکھا ہوا ہے۔ اس کے پاس اس کی تمام چیزیں
ہیں۔ لیکن اس کی نقلی موت دکھانے کے لیے سرکار
نے ہلال کی کچھ چیزیں اس سے لے لی ہوں گی۔"

"اور ہلال کو اندازہ ہوگا کہ یہ ہم تک پہنچائی
جائیں گی اس لیے اس نے کاغذ کا ٹکڑا کیڈنڈل میں
ڈال دیا۔ سرکار کو اس کا علم نہیں ہو سکا ہوگا۔" ہیرل
نے سمجھ کے سر ہلادیا۔ پھر رک گیا۔ "لیکن ہلال نے
خالی کاغذ کیوں بھیجا؟ یہ کیوں نہیں بتایا کہ وہ کہاں
ہے؟"

"شاید وہ خود نہیں جانتی کہ وہ کہاں ہے۔" وہ
دور خلا میں دیکھ رہا تھا۔

"ہمیں وہاں روکے اسے ڈھونڈنا چاہیے
تھا۔" ہیرل شدید بے زار ہوا۔

"سرکار میرے ساتھ عرصے سے ایک کم کمکیل

ہے۔ وہ ایک جتنا ہے گا کہ اس کی لا حاصل
تلاش میں بہت کام رہوں گا۔ لیکن یہ بھی اس کا
بنایا ہوا ہے۔ لیکن میں اب اس کا عمل نہیں کر سکتا
گا۔ میں سرکار کو کہیں ڈھونڈوں گا۔ اس طرف مجھے
ہلال بھی نہیں ملے گی۔"

"پھر کیسے ملے گی؟"
"اب میں اپنا کمیل ترتیب دوں گا۔ ہم واپس
اس لیے آگئے تاکہ وہ یہ یقین کر لے کہ میں ہلال کی
موت کو تسلیم کر چکا ہوں اور وہ پولیس ہو جائے۔
جب وہ پولیس ہوگا تو وہ کوئی نقلی کرے گا۔"
"اور اگر اس کے جنات نے اس کو تباہ کیا؟"

ہیرل نے آنکھیں کھلیں۔
ماہر دھیرے سے مسکرایا۔
"کیا تم نے دیکھا نہیں تھا کہ میں نے گھر کا
دروازہ بند کرتے ہوئے اچھا ہاتھ اور ہم اللہ پڑھا
تھا؟"

"تاکہ یہاں کبھی جانے والی باتیں جنات
آگے نہ بتا سکیں؟" وہ چٹکا۔ اس نے اثبات میں سر
ہلادیا۔

"ویسے بھی جنات سب کچھ نہیں جانتے۔ نہ
سب کچھ بتا سکتے ہیں۔ اسی لیے وہ بھی چیزوں کی
لو کیکن بھی ٹھیک سے نہیں بتا سکتے۔ بہر حال ہم وہ بارہ
اس بات کا ذکر نہیں کریں گے۔ ہم یہی ظاہر کریں
گے کہ ہلال مرجھ گیا ہے۔ بالکل بچھڑ گیا۔ سب کے
سامنے۔ تب تک میں یہ جاننے کی کوشش کروں گا کہ
اس کاغذ کا کیا مطلب ہے۔" وہ زپ لاک بیگ میں
مقید سرخ کاغذ کو دیکھ رہا تھا۔

"اور اگر اس نے ہلال کو نقصان پہنچایا؟"
"نہیں۔ اس نے کسی وجہ سے ہلال کو زندہ رکھا

ہوا ہے۔ اگر مارا ہوتا تو اس کی اسی لاش ہی دیتا۔
 "سرکار۔ کتنا عجیب نام ہے۔" حیرت مانتے
 پہلے اسے بڑا لایا۔ "نہ جانے وہ خود کیسا ہوگا۔"
 "وہ بڑا چاہے۔ اور اس کے سفید بال ہیں۔
 یہ میں جانتی ہوں۔ عمر بھیا پچاس سے ساٹھ برس کے
 درمیان ہوگی۔" وہ موسم خزاں کے جلنے شعلے کو دیکھتے
 ہوئے کہہ رہا تھا۔
 (زیادہ اور کالا ابھی ابھی سامنے سے بٹے تھے
 اور گھینے بیگم اسی طرح شعلے ہی تخت پہ بیٹھی تھیں۔ ان کا
 زرد چہرہ کمزور تھا اور آنکھوں کے حلقے تھے۔ پلکیں
 پٹکیاں تھیں اور جھریوں زرد یوزرے ہاتھوں میں
 چپکایا ہوا تھا۔)
 "چونکہ وہ بہت سخت جاوڑ کرتا ہے اس لیے اس
 نے اپنی صحت کا خاص رکھنا ہوگا۔ اس مرض میں
 بھی وہ فٹ ہوگا۔ ورزش کرتا ہوگا۔ ابھی غذا کھاتا
 ہوگا۔ کالا جاوڑ بہت ہی جسمانی توانائی مانتا ہے۔"
 (آنسو گھینے بیگم کی آنکھوں سے بہنے لگے۔ بے
 اختیار کھانسی آئی۔ اکال دان پہ چہرہ جھکایا تو خون
 کے قطرے تھوک کے ساتھ نکلے۔)
 "اس کی کوئی کمی نہیں ہوگی کیونکہ ایسے انسان
 کا دل سخت ہوتا ہے۔ جو دوسروں کے بچوں اور ماؤں
 کو مار سکتا ہے اس کو کسی سے محبت نہیں ہوتی۔ کسی
 سانگیو پتہ میرٹل کلر کی طرح وہ اکیلا رہتا ہوگا۔"
 (وہ کھانسی کے سیدھی ہوئیں۔ غصہ حال چہرے
 سے لاونچ کے دروازے کو دیکھا جہاں سے زیادہ گیا
 تھا۔ لہو اتار سے بہنے لگے۔)
 "اس کے پاس بہت پیسہ ہے۔ اس کے
 کلائنٹ اس کے مرید ہیں اور اعلا عہدوں پہ ہیں۔
 یقیناً اس نے کہیں نہ کہیں کوئی بڑا سا آستانہ بنا رکھا
 ہوگا جہاں اس کے آگے پیچھے ملازم پھرتے ہوں
 گے۔"
 ("اندرا نی... اندرا نی...") گھینے بیگم کمزور آواز
 میں پکارنے لگیں۔ ان کو سانس چڑھ رہا تھا۔
 "اس نے اپنے قریبی انسانوں کو اپنے تابع

کر رکھا ہوگا۔ وہ اس کی مرضی کے خلاف چلے نہیں
 کر سکتے ہوں گے۔ اس کا چاؤدان پہ مکمل طور پہ چھاپا
 ہوگا۔"
 (وہ کھانسی کھانسی کے دوہری ہو رہی
 تھیں۔ زیادہ کے کمرے کے دروازے سے کھانسی
 کی آواز اندر جاری تھی لیکن کوئی باہر نہیں
 نکلا۔ میزبوں کے اوپر پرہیزگار سے سلطان صاحب
 نے ہنسا نکلا۔ نیچے تخت پہ بیٹھی بیگم کا کھانسی سے برا
 حال تھا۔ انہوں نے ہونہ میں سر جھکا اور واپس اندر
 چلے گئے۔)
 "یقیناً اس کا بچپن اور جوانی بہت محنت مگروں
 ہوگی جس نے اس کے دل کو پتھر جیسا کر دیا ہوگا۔ اس
 کے اندر جذبات نہیں ہوں گے۔ نہ اسے کسی سے
 محبت ہوگی۔ کیونکہ اتنا ظلم کوئی ایسا انسان ہی کر سکتا
 ہے جس کو صرف پیسے کی ہوس ہو یا جاوڑ کی طاقت کا
 نشہ۔"
 "تمہارا تجربہ اچھا ہے۔ میرٹل کلر بھی ایسے
 ہی ہوتے ہیں۔ اکیلے سانگیو پتہ پتھر دل۔" حیرت
 کھنکھار۔ "لیکن شاید اس کی کوئی کمی ہو۔ ہروں کی
 نیلی ہوتی ہے ناہر۔"
 ماہر نے "نگ" کی آواز کے ساتھ سر جھکا نفی
 میں ہلایا۔ جیسے اس کی بات رد کی ہو۔ حیرت نے کچھ
 کہنا چاہا لیکن اس کا فون بجنے لگا۔ اس نے جلتی جلتی
 اسکرین دیکھی تو لپوں پہ مسکراہٹ درآئی۔
 اس کی یہ مسکراہٹ ماہر فرید نے فور سے
 دیکھی۔
 "کون سے؟" ابرو اٹھایا۔
 "لاہور کے س ہونٹ کی خوب صورت
 مینیجر جہاں ہم ٹھہرے تھے۔" اسے جیسے مزہ آرہا
 تھا۔ "جانتے ہوئے اس نے میرا پرسل نمبر لیا تھا۔ وہ
 مجھے پسند کرتی ہے۔"
 "فون اٹھاؤ۔"
 "ایسے کیسے؟ دو تین دن فون کرنے دو پھر متھا
 کروں گا کہ۔"

"اٹھاؤ۔" وہ دبا دبا سا غرا۔ حیرت کے ہاتھ
 سے فون گرتے گرتے پھا۔ جلدی سے اسے کان
 سے لگا۔
 "ہیلو۔" ساتھ ہی فون سے گھر کے ماہر کو
 دیکھا۔ اس کا بھائی اس کی لونا تک بھی کامیاب نہیں
 ہونے دے گا۔
 "تمی جی۔ میں بچکان گیا۔ اچھا... واقعی؟"
 مسکراہٹ غائب ہوئی۔ قدرے چوڑا۔
 "ہمارے جانے کے بعد کبیرہ سادان ہوئی
 آئی جس۔ تم سے ملنے۔" فون رکھتی ہی وہ بے چینی
 سے بولا۔
 "کہا تھا نا تو آئے گی۔" وہ ہلکا سا
 مسکرایا۔ "والٹ ماہر فرید بھی لگا نہیں ہوتا۔"
 حیرت نے کھنکھانسی سمجھا کے ابرو
 اٹھایا۔ ویسے ماہر اب سوئے کا سہارا لیے خود کو کھینچنے
 ہوئے بیٹھا تھا۔ اس طرف جا رہا تھا۔ اسے کبیرہ سادان
 کو کال ملانی تھی۔ اسے اپنے ایک داہے کی تھمہ بھی
 چاہیے گی۔
 ☆☆☆☆
 پٹی برتھ ڈے ٹویو۔۔۔
 پٹی برتھ ڈے ٹویو۔۔۔
 دھن اس کی ساتھیوں سے ٹکرا رہی تھی۔ کسی سحر
 کے زیر اثر وہ چلتی ہوئی دھمکتے کے دروازے کی
 طرف بڑھ رہی تھی۔
 "آپ یہاں کیا کر رہی ہیں؟"
 آواز پہ کوئی فسون سا ٹونا۔ کشمالہ مبین چوک
 کے مڑی۔
 پیچھے اندر رانی کمزری تھی۔ اس کی گھورتی نگاہیں
 ہمیشہ خاموش مگر کچھ کہتی ہوئی ہوتی تھیں۔ کشمالہ کے
 ماتھے پہ سلوٹھس پڑیں۔
 "تم یہاں کیا کر رہی ہو؟" اس نے ابرو اٹھا
 کے پوچھا۔ انداز سخت تھا۔
 موسیقی کی آواز اب بند ہو چکی تھی۔
 "دھمکتے سے کیا چاہیے آپ کو؟" اندر رانی

گھم کے سامنے آئی اور دھمکتے کے سامنے جم
 کے کھڑی ہوئی۔
 "تم کبھی نہیں جانتا کہ وہ کون ہے؟"
 مسکراتی نگاہیں ملی۔ اس کا بھائی سے اچھا لگتا
 کے کھڑی رہی۔
 "جانتا۔" اس کی آواز بلند ہوئی۔
 "کشمالہ۔" زیادہ سے زیادہ جلدی کے دوسرے
 سر سے اس کو یاد۔
 "زیادہ اصرار نہیں۔" اس نے خاطر سے آواز
 دی۔ وہ قدم قدم پہن اس کے کندھے کے پیچھے
 آ کر کھڑا ہوا۔
 "میں دھمکتے دیکھتا تھا جی ہوں اور یہ رات
 روک کے کھڑی ہوئی ہے۔ کیا یہ کبھی جانتی کہ میں
 اس گھر کی بیوی ہوں؟" وہ بیٹلے پہلے کھڑی
 بہت سکون سے واسے پڑھ رہی تھی۔
 "کیا تم نہیں جانتی کہ کشمالہ اس گھر کی بیوی
 ہے؟" زیادہ نے گھر کے اسے دیکھا۔ اندر رانی کے
 کندھے سے چلے ہوئے۔
 "میں ان سے کچھ جانتی تھی۔"
 "جیسے ماہر کبہ رہی ہیں ایسے کہ۔" وہ برہمی
 سے بولا تو اندر رانی نے سر کو تھم دیا۔ پھر اسے گھومتے
 ہوئے سامنے سے ہٹ گئی۔
 "دھمکتے میں کاتھ کاتھ رہتا ہے یا پانا
 سہان۔" وہ دونوں ساتھ ساتھ میز میاں اترنے
 لگے۔
 "آپ نے اتنا زیادہ فیصلہ مجھے اتنا میں لیے
 بنیہ کیسے کر لیا؟" وہ جھومکائی ہوئی تھیں جی۔ بس کچھ
 خفا خفا تھی۔
 "تم ان کی چیز سے یہ کہہ رہی ہو؟" زیادہ نے
 سونے بورڈ پہ ہاتھ مارا تو دھمکتے ہم قیاس میں اٹھیں۔ نیچے
 ایک لوگ روم تھا۔ اور سامنے چند کمرے۔ کچھ پرانا
 فرنیچر رکھا تھا جو کپڑوں سے ڈھکا ہوا تھا۔ ہر طرف
 گرد کی مہک تھی۔
 "اور ابی جہ سے گی۔ مجھے دہی میں جابل مل